

(ڈراما)

موناوانا

مترجمہ

آنند نرائن سپرو

اترپردیش اردو اکاڈمی، لکھنؤ

پہلا ایڈیشن ۱۹۷۸ء

ناشر: اترپردیش اردو اکاڈمی، لکھنؤ

طابع: اسرار کریمی پریس، الہ آباد

قیمت: چھ روپے پچاس پیسے

عرضِ ناشر

اتر پردیش اردو اکاڈمی کے اشاعت کتب پروگرام میں مختلف موضوعات پر دوسری زبانوں کی اہم کتابوں کے ترجمے بھی شامل ہیں۔ اسی پروگرام کے ماتحت، بلجیم کے ایک مشہور ادیب مارس میٹرلنک کے ایک ڈرامے "مونا وانا" کا ترجمہ شائع کیا جا رہا ہے۔ یہ ترجمہ سر تیج بہادر سپرو کے چھوٹے صاحبزادے جناب اے۔ این۔ سپرو، آئی۔ سی۔ ایس نے کیا تھا۔ اے۔ این۔ سپرو صاحب صرف انڈین سول سروس کے ایک رکن اور حکومت اتر پردیش کے ایک بہت سینئر افسر ہی نہ تھے بلکہ سر تیج بہادر سپرو کی طرح انھیں بھی اردو زبان سے بڑی محبت تھی بلکہ اردو ہی ان کی زبان تھی۔ اے۔ این۔ سپرو صاحب کا انتقال ہو چکا ہے اور ہمیں یہ ترجمہ مسز سپرو کی عنایت سے ملا ہے۔ دوسرے حضرات کے قلم سے "مونا وانا" کے ترجمے اس سے قبل بھی شائع ہو چکے ہیں لیکن اب وہ بازار میں نہیں ملتے۔ اسی لیے اکاڈمی نے کچھ عرصہ ہوا اس ڈرامے کا ایک نیا ترجمہ شائع کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔

"مونا وانا" کے مصنف، کاؤنٹ مارس پالی ڈور ماری برن ہارڈ میٹرلنک بلجیم کے ایک معزز خاندان کے فرد تھے۔ وہ بلجیم کے شہر گھنٹ میں ۲۹ اگست ۱۸۶۲ء کو پیدا ہوئے اور ۶ مئی ۱۹۴۹ء کو تقریباً ۸۰ سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوا۔ گھنٹ یونی ورسٹی سے وکالت کا امتحان پاس کر کے وہ ۱۸۸۶ء میں وکالت ہی کا پیشہ کرنے کے لیے پیرس (فرانس) چلے گئے مگر اُن کا اصل میدان جس میں

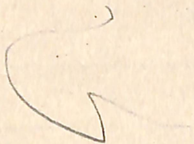
وہ اپنے جوہر دکھا سکتے تھے، وکالت کا نہیں بلکہ تصنیف و تالیف کا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ دورانِ وکالت بھی قانونی امور سے زیادہ پڑھنے لکھنے میں وقت گزارتے تھے۔ بہرحال اتفاق ایسا ہوا کہ ان کے پیرس جانے کے تیسرے سال ہی اُن کے باپ کا انتقال ہو گیا اور میٹرلنک اپنے وطن لوٹ آئے اور اپنی ساری توجہ پڑھنے لکھنے کی طرف مرکوز کر دی۔ میٹرلنک سنہ ۱۸۹۶ء میں پھر پیرس چلے گئے اور سنہ ۱۹۱۱ء میں انھیں "نوبل پرائز" سے نوازا گیا۔ وہ بلجیم کے پہلے باشندے تھے جنھیں یہ انعام ملا تھا۔

میٹرلنک نے متعدد تصانیف کے علاوہ، یوروپین زبانوں کی کچھ اہم کتابوں کے ترجمے بھی اپنی یادگار چھوڑے۔ اُن کے تصانیف مختلف اخلافِ ادب کا احاطہ کیے ہوئے ہیں۔ انھوں نے شاعری بھی کی اور ناول، ڈرامے، افسانے بھی لکھے۔ اُن کے ڈراموں کی زبان فرانسیسی ہے۔ "مونا وانا" انھوں نے اپنی بیوی جارجیٹ میٹرلنک کے لیے سنہ ۱۹۰۳ء میں پیرس میں لکھا تھا۔ اس ڈرامے کا عہد پندرھویں صدی کے آخر کا عہد ہے جب اٹلی کئی چھوٹی چھوٹی حکومتوں میں بٹا ہوا تھا۔ انھیں میں فلارنس کی ایک جمہوریہ بھی جو پیزا کے قلعہ پر قبضہ کرنا چاہتی تھی۔ ڈرامہ فرض اور عشق کی کشاکش اور جذبات نگاری کا بڑا اچھا نمونہ ہے۔

صباح الدین عمر
سکریٹری
اتر پردیش اردو اکاڈمی

لکھنؤ
۷، اکتوبر سنہ ۱۹۷۷ء

مونا وانا



افراد

گائڈو ــــــــــــــــ قلعہ پیزا کا امیر لشکر
مارکو کلونا ــــــــــــــــ گائڈو کا باپ
پرنزوال ــــــــــــــــ حکومت فلارنس کا جنرل
بورسو ــــــــــــــــ گائڈو کا نائب
ٹورلو ــــــــــــــــ ״
ٹرولزیو ــــــــــــــــ جمہوریت فلارنس کا کمشنر
ویڈیو ــــــــــــــــ پرنزوال کا معتمد
موناوانا ــــــــــــــــ گائڈو کی بیوی
زمانہ ــــــــــــــــ پندرہویں صدی عیسوی کا آخری دور
مقام ــــــــــــــــ پہلا اور تیسرا منظر پیزا میں۔ دوسرا شہر پیزا کے باہر

پہلا ایکٹ

گانڈو کلونا کے محل میں ایک کمرہ۔

گانڈو اور اس کے نائب بورسو اور ٹورلو ایک کھلی ہوئی

کھڑکی کے سامنے کھڑے ہوئے ہیں جس سے پیزا کے ارد گرد

جو علاقہ ہے اس کا منظر دکھلائی دیتا ہے۔

گانڈو۔ ہماری موجودہ حالت ایسی نازک ہو رہی ہے کہ جن مصیبتوں کو مجلسِ شوریٰ مدت دراز سے مجھ سے چھپائے ہوئے تھی آج انھیں کو مجھ پر ظاہر کرنے پر مجبور ہو گئی ہے۔ ان دونوں فوجوں کو جنھیں وِنس نے ہماری امداد کے لیے بھیجا تھا فلارنس والوں نے گھیر رکھا ہے۔ ایک کو پیزا پر اور دوسرے کو الیچی پر۔ مختلف دڑوں پر دشمن نے قبضہ کر لیا ہے ہم بے یار و مددگار ہیں اور فلارنس عداوت پر تلا ہوا ہے جب تک خود فلارنس معرض خطر میں نہیں پڑتا ترحم اور معافی سے کام لینا نہیں جانتا۔ ہماری فوجیں اور ہمارے ہم وطن ابھی تک ان مصیبتوں سے بے خبر ہیں۔ مگر عجیب عجیب افواہیں پھیلی ہوئی ہیں اور روزانہ لوگ ان پر زیادہ یقین لا رہے ہیں۔ جب باشندگان پیزا کو سچ معلوم ہو گا تب وہ کیا کریں گے۔ ان کا عتاب ہم پر اور مجلس شوریٰ پر نازل ہو گا اور سب سے پہلے ہم ان کے انتہائی ہراس و رنج کا شکار بن جائیں گے۔ اس لیے محاصرے کے دوران، کہ جب تین مہینے سے زیادہ ہو گئے انھیں بہت کچھ جھیلنا پڑا ہے۔ انھوں نے جو مصیبتیں اٹھائی ہیں ان کا اس دلیری سے سامنا کیا ہے کہ

تعجب نہ ہوگا اگر قحط اور پریشاں حالی انھیں دیوانہ بنادے۔ ان کے لیے امید کی آخری جھلک جاتی رہی۔ اور اس کے ساتھ ہمارے اقتدار کا بھی آخری نشان مٹتا دکھائی دیتا ہے۔ ہم بے بس و لاچار ہو جائیں گے۔ دشمن فصیلوں کو ڈھا کر خاک میں ملادے گا اور پیزا صفحۂ ہستی سے معدوم ہو جائے گا۔

بورسو۔ میرے پاہی اپنا آخری تیر چلا چکے ہیں اور اُن کا بارود بالکل ختم ہو چکا ہے۔ ایک سرے سے دوسرے سرے تک تہہ خانے کو تلاش کرنے کے بعد بھی نام کو بارود نہ ملے گا۔

ٹورلو۔ دو دن ہوئے ہم اپنی توپ کا آخری گولا سنت انتونیو پر چلا چکے ہیں اور استرادیوت والے بھی جن کے پاس اپنی تلواروں کے سوا کچھ نہیں بچا ہے اب فصیلوں کی حفاظت سے انکار کر رہے ہیں۔

بورسو۔ اس کھڑکی سے ہم اس رخنے کو دیکھ سکتے ہیں جو پرنزوال نے ہماری فصیل میں ڈالا ہے۔ وہ پچاس قدم چوڑا ہے بھیڑوں کا ایک گلہ اس میں سے گزر سکتا ہے۔ اب پیزا کو بچانا محال ہے۔ ہمارے ساتھیوں کے کٹے گروہ نے اپنے اس ارادے کو صاف ظاہر کر دیا ہے کہ اگر آج رات ہتھیار ڈالنے کے معاہدے پر دستخط نہ ہوئے تو وہ سب ہمیں چھوڑ دیں گے۔

گائڈو۔ پچھلے دس دن کے اندر مجلس شوریٰ نے بزرگان قوم کو صلح کی کوشش کے لیے تین بار بھیجا ہے، ان میں سے کوئی بھی واپس نہیں آیا۔

ٹورلو۔ پرنزوال اپنے نائب این ٹونیو کے قتل کو جسے ہماری گلیوں میں کسانوں نے غصے سے آپے میں نہ رہ کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تھا بھول نہیں رہا ہے۔ اس قتل کے عوض میں فلارنس نے ہمیں قانونی حفاظت و اعانت سے محروم کر کے ہمیں وحشیانہ سلوک کا نشانہ بنایا ہے۔

گائڈو۔ میں نے خود اپنے باپ کو پرنزوال کے پاس بھیجا ہے تاکہ وہ ہماری طرف سے انتہائی افسوس کا اظہار کریں اور یہ سمجھا دیں کہ ہم ایسے مجمع پر جسے بھوک نے دیوانہ بنا دیا تھا قابو پانے میں کس قدر بے بس تھے۔ میرے والد ایک قابل احترام سفیر کی حیثیت سے گئے ہیں وہ ابھی

تک واپس نہیں ہوے ہیں۔

بورسو۔ ایک ہفتے سے زیادہ ہوگیا کہ شہر ہر طرف سے قطعی کھلا ہوا ہے۔ ہماری فصیلیں مسمار ہو چکیں۔ ہماری توپیں خاموش ہیں۔ پھر پرنزوال حملے کا حکم کیوں نہیں دے دیتا۔ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ وہ ہمت ہار گیا ہو، یا کیا اسے ڈر ہے کہ گھات میں بیٹھی ہوئی فوج کہیں لوٹ نہ پڑے۔ ہو سکتا ہے کہ فلارنس سے ایسے احکامات ملے ہوں کہ جن پر گہرا پردہ پڑا ہوا ہے۔

گائڈو۔ فلارنس کے احکامات کی اصلیت کبھی عیاں نہیں ہوتی، لیکن اس کے منصوبے صاف روشن ہیں۔ پیزا نے وینس کے ساتھ اپنی پکی وفاداری کا ثبوت دے کر ٹسکنی کے چھوٹے شہروں کے لیے خطرناک مثال پیش کی۔ اس لیے جمہوریت پیزا کو نیست و نابود کر دینا لازم ہوا۔ فلارنس نے غیر معمولی چالاکی اور مکاری کا مظاہرہ کیا ہے۔ رفتہ رفتہ اس نے جنگ کی تلخیوں کو بڑھایا ہے اور دھوکے اور بے رحمی کی عجیب چالوں سے جنگ کو اس طرح زہر آلود بنا دیا ہے کہ اُسے بے دردانہ انتقام لینے کا بہانہ مل جائے۔ میرا شبہ ہے کہ فلارنس کے نمائندوں نے ترغیب دلا کر ہمارے کاشتکاروں سے رینو کو قتل کرا دیا اور یہ بے بنیاد نہیں۔ اسی طرح اس کے منصوبوں کا ایک جزو یہ بھی تھا کہ یہ محاصرہ پرنزوال کے سپرد کیا جائے کہ جو اس بھاڑے کے لڑنے والوں میں سب سے زیادہ وحشی ہے۔ پرنزوال وہی ہے کہ جس نے پلیسنزا کے تاخت و تاراج کے وقت ہر ہتھیار بند شخص کو ہاتھ میں تلوار اٹھانے اور پانچ ہزار عورتوں کو بطور غلام بیچنے کی ناموری حاصل کی تھی۔ گو کہ بعد کو اس نے یہ ظاہر کیا کہ یہ سب اس کے احکام کے خلاف کام ہوا۔

بورسو۔ میں جانتا ہوں کہ افواہ یہی ہے مگر صحیح نہیں قتل اور عورتوں کی بکری دونوں کی ذمہ داری پرنزوال کی نہیں ہے بلکہ یہ تہمت فلارنس کے کمشنروں کے سر ہے۔ میں نے پرنزوال کو نہیں دیکھا مگر میرا ایک بھائی اس سے اچھی طرح واقف ہے۔ وہ وحشی نسل سے ہے۔ اس کا

باپ یا تو باسک یا برہمن تھا جو ونس میں سُنار کی دکان کرتا تھا۔ وہ بلاشبہ معمولی گھرانے کا ہے، مگر جیسا لوگ سمجھتے ہیں ویسا وحشی بھی نہیں ہے۔ جہاں تک میں نے سنا ہے وہ خطرناک ہے۔ وہ آوارہ، بدأطوار، خطرناک اور عجیب وحشی ہے، تاہم بلا تامل میں اسے اپنی تلوار سپرد کرنے کے لیے تیار ہوں۔

گاڈو۔ تلوار اسے سپرد کرنے میں عجلت نہ کرو۔ وہ وقت آنے والا ہے کہ تمھارا تلوار اٹھانے والا بازو نہ رہے گا۔ بہت جلد اس کی سرگرمیاں شروع ہو جائیں گی، اور وہ ہمیں نہ کھلائے گا کہ وہ دراصل کیا ہے۔ اس اثنا میں ہمارے لیے ایک موقع رہ گیا ہے۔ بالخصوص ہم میں سے ان لوگوں کے لیے کہ جو مردانگی سے موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھ سکتے ہیں، اور موت کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ ان تمام سپاہیوں، شہریوں اور کسانوں پر جنھوں نے ہمارے شہر میں پناہ لی ہے حقیقت کا اظہار کر دینا چاہیے۔ ان کو تب معلوم ہو جائے گا کہ ہتھیار ڈالنے کے معاہدے کی کوئی تحریک اس طرف سے نہیں ہے، اور یہ لڑائی جو ہم لڑ رہے ہیں کوئی بچوں کا کھیل نہیں کہ جس میں دو بڑی فوجیں سورج نکلنے کے وقت سے سورج ڈوبنے تک لڑتی ہیں، اور آخر میں کل تین زخمیوں کو میدان میں چھوڑ کر چلی جاتی ہیں، اور نہ یہ کوئی برادرانہ محاصرہ ہے جس میں جیتنے والا ہارنے والے کا محترم مہمان بن جائے۔ یہ زندگی اور موت کے لیے ایک بھیانک لڑائی ہے۔ ایسی لڑائی کہ جس میں رحم کی کوئی جگہ نہیں ہے اور جس میں ہماری بیبیاں اور بچے ....

(مارکو اندر داخل ہوتا ہے گاڈو اسے دیکھ کر بڑے اشتیاق سے بغل گیر ہوتا ہے)

گاڈو۔ میرے والد یہ کیا مبارک معجزہ ہے اور ہم کیسے خوش نصیب ہیں کہ اس مصیبت کے موقعے پر آپ ہمارے درمیان واپس آ گئے ہیں قریب قریب ناامید ہو چکا تھا۔ آپ زخمی تو نہیں ہوئے؟ آپ پاؤں گھسیٹ گھسیٹ کر چل رہے ہیں۔ انھوں نے آپ کو جسمانی اذیت تو نہیں پہنچائی؟ آپ نے ہائی

کس طرح پائی؟ انھوں نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟

مارکو۔ کچھ بھی نہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ وہ وحشی نہیں۔ انھوں نے ایک معزز مہمان کی طرح میری خاطر کی۔ پرنزوال میری تصنیفات پڑھ چکا تھا۔ اس نے افلاطون کے ان تین مکالمات کے بابت مجھ سے بات کی کہ جن کا سراغ لگا کر میں ترجمہ کر چکا ہوں۔ یہ سچ ہے کہ لنگڑا ہوں لیکن مجھے بہت دور جانا پڑا اور میں بہت بوڑھا بھی ہوں ...... تم جانتے ہو کہ پرنزوال کے خیمے میں میں کس سے ملا۔

گانڈو۔ فلارنس کے ظالم کمشنروں سے۔

مارکو۔ ہاں وہ وہاں تھے۔ کم سے کم ایک تو ضرور ہی تھا کیونکہ مجھے ایک ہی نظر آیا۔ مگر پہلا نام جو میں نے وہاں سنا وہ مارسلیو سکینوں کا تھا کہ جس نے پہلے پہل دنیا کو افلاطون سے روشناس کیا۔ یوں سمجھیے مارسلیو سکینوں کی شکل میں افلاطون نے پھر جنم لیا ہے۔ اس کے دیدار کے لیے وہاں جانے سے پہلے جہاں سب کو جانا ہے میں اپنی عمر کے دس سال نذر کر دیتا۔ ہم دو بچھڑے بھائیوں کی طرح تھے کہ جو مدتوں کے بعد بالآخر ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔ ہم نے HOMER & ARISTOTLE ہومر اور ارسطو کے بارے میں گفتگو کی۔ دریائے آرنو کے کنارے لشکرگاہ کے قریب زیتون کے باغ میں اس نے ایک دیوی کے دھڑ کو کھودا ہے جو بالو میں دبا پڑا تھا۔ اس میں ایسا عجیب حسن ہے کہ اگر تم اسے دیکھ لیتے تو جنگ کو بھول جاتے۔ ہم نے کچھ اور آگے تک زمین کھودی اور اس کا ایک بازو اور مجھے دو ہاتھ ملے۔ یہ ہاتھ اتنے پاکیزہ اور نازک تھے گویا فرحت و انبساط پہنچانے کے لیے تراشے گئے تھے۔ ان ہاتھوں کو عروس صبح کی گردن کا ہار بننا اور شبنم افشانی کرنا زیب دیتا تھا۔ ایک میں نازک ساخم تھا گویا کسی نازنین کی چھاتی پر رکھا ہو اور دوسرے میں اب بھی ایک آئینے کا دستہ تھا۔

گائڈو۔ اباجان! ہم کو یہ بھولنا چاہیے کہ لوگ بھوک سے مر رہے ہیں اور ان کو نازک ہاتھوں اور کانس کے مجسموں سے کوئی سروکار نہیں۔

مارکو۔ یہ مجسمہ سنگ مرمر کا ہے۔

گائڈو۔ ہونے دیجیے۔ مگر ہمیں اس وقت ان تیس ہزار جانوں کے بابت گفتگو کرنا چاہیے کہ جو ایک سانحے کی دیر سے اور ایک ذرا سی کوتاہ اندیشی سے برباد ہو سکتی ہیں۔ برعکس اس کے ایک مختصر سا لفظ اور خوش خبری کی ہلکی سی بھنک انھیں بچا سکتی ہے۔ وہاں کسی مجسمے یا ٹوٹے ہوئے ہاتھ کو دیکھنے آپ نہیں گئے تھے۔ انھوں نے آپ سے کیا کہا۔ فلارنس یا پرنزوال کے کیا منصوبے ہیں ہمیں جلدی بتائیے۔ وہ کیوں ٹال مٹول کر رہے ہیں۔ ہماری کھڑکی کے نیچے جو شور مچ رہا ہے آپ سنتے ہیں؟ غریب مصیبت زدہ لوگ اس گھاس کی خاطر آپس میں لڑ رہے ہیں جو پتھروں کے بیچ میں اُگ رہی ہے۔

مارکو۔ تم سچ کہتے ہو میں بھول گیا تھا کہ لوگوں میں جنگ چھڑی ہوئی ہے، حالانکہ یہ بہار کا موسم ہے اور آسمان مگن ہو کر زمین پر تبسم ریز ہے۔ سمندر رنگیلوں آسمان سے یوں جا ملا ہے جیسے ایک جامِ فروزاں کسی دیوی کے ہاتھ سے سورگ کے دیوتاؤں کو پیش ہو۔ زمین آج کل کتنی حسین ہے اور اس کے سینے میں محبت کس طرح موج زن ہے۔ مگر تمہاری خوشیاں مختلف ہیں میں اپنی خوشیوں کے بیان کو طول دے رہا ہوں۔ علاوہ اس سب کے تم سچ کہتے ہو جو خبر میں لایا تمھیں فوراً ہی بتا دینی چاہیے تھی۔ میں ایک ایسا پیغام لایا ہوں کہ جو تیس ہزار جانوں کے لیے باعث نجات اور ایک کے لیے باعث انتہائی اذیت ثابت ہوگا۔ مگر یہ ایک شخص اپنی ناموری کا اس موقعے کو اعلیٰ ذریعہ بنا سکتا ہے۔ ایسی ناموری کہ جو جنگ کی تمام شہرت اور کامیابی سے زیادہ قیمتی ہے۔ کسی ایک متنفس سے محبت کرنا بہت خوب ہے، اس محبت سے ایک خاص انبساط حاصل ہوتا ہے، مگر وہ محبت کہ جس کا دائرہ وسیع ہوتا ہے اور بھی زیادہ عظمت

اور پاکیزگی رکھتی ہے۔ جن اوصاف کو سب حمیدہ کہتے ہیں۔ وہ ضرور اچھے ہوتے ہیں۔ مگر کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہماری نظریں ان سے آگے پہنچ جاتی ہیں اور ایسے اوصاف کی قدر کم دکھائی دیتی ہے .... سنو اور جو کچھ مجھے کہنا ہے اس کے لیے اپنے آپ کو تیار کرو، مبادا میرے پہلے ہی الفاظ سننے کے ساتھ ہی تم ایسی قسم نہ کھا لو کہ جس کے بعد پلٹنا ناممکن ہو جائے اور وہ پیر میں ایسی بیڑی ڈال دے کہ باوجود اس کے کہ تم لوٹنا چاہو مگر لوٹ نہ سکو ......

گائڈو۔ اک اشارے سے اپنے افسروں کو رخصتی کا حکم دے کر) چلے جاؤ۔

مارکو۔ نہیں نہیں ٹھہرو۔ ہمیں اپنی قسمت بلکہ سب کی قسمت کا فیصلہ کرنا ہے۔ میں تو اصل میں چاہتا ہوں کہ یہ کمرہ ان تمام مظلوموں سے بھرا ہوتا جو ہمارے اس فیصلے سے نجات پائیں گے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کھڑکی پر وہ سب مصیبت زدہ بے چارے کھڑے ہوں کہ جن کو ہمیں تسلی اور تشفی دینی ہے، تاکہ وہ پیام جو میں لایا ہوں سنیں اور ہمیشہ یاد رکھیں۔ کیونکہ میں ایسا پیام لایا ہوں کہ جسے اگر عقل قبول کر سکتی ہے تو نجات مل جائے گی۔ جس شدید غلطی کے سرزد ہونے کا امکان ہے اس پر دس ہزار دلیلیں بھی حاوی نہیں ہو سکتیں۔ میں اس غلطی کی شدت کو اور بھی زیادہ محسوس کرتا ہوں کیونکہ خود مجھے ......

گائڈو۔ آپ اس وقت معمہ گوئی سے کام نہ لیجئے۔ آخر یہ کونسا معاملہ ہے کہ جس کے لیے اتنی طول طویل تمہید ضروری ہے۔ ہمیں سب کچھ بتائیے۔ اب کوئی ایسی بات نہیں کہ جس سے ہمیں ڈر پیدا ہو سکتا ہے۔

مارکو۔ اچھا یونہی سہی۔ سنو میں پرنزوال سے ملا۔ میری اس سے گفتگو ہوئی۔ یہ عجیب ماجرا ہے کہ جس سے لوگ خوف زدہ ہوتے ہیں اس کے بابت نہایت غلط تصور قائم کر لیتے ہیں میں اس کے پاس اس طرح گیا کہ جیسے پرائم (ACHILLES) اکیلے کے ڈیرے میں گیا تھا۔ میرا خیال تھا کہ میں ایک مدہوش اور خون آلود وحشی کو دیکھوں گا، بلکہ ایک

ایسے دیوانے کو دیکھوں گا کہ جو اگر کوئی صلاحیت رکھتا ہے تو محض جنگ میں لڑنے کی . .
. . . . مجھے ہمیشہ یہی بتلایا گیا تھا کہ وہ اسی طرح کا آدمی ہے ۔ میں سمجھتا تھا کہ میں ایسے شخص
کو دیکھوں گا کہ جو خوں ریزی کا شیطان مجسم ہو گا ۔ بے ربط بات کرنے والا شیخی خور عیاش
مکار اور بے رحم . . . .

گانڈو ۔ پرنزوال یہ سب کچھ ہے، مگر غدار نہیں ۔

بورسو ۔ نہیں ۔ وہ غدار نہیں ۔ اگرچہ وہ فلارنس کی ملازمت میں ہے مگر اس کی وفاداری
بے داغ ہے ۔

مارکو ۔ جس شخص سے میں ملا اس نے یوں میرے سامنے سر جھکایا کہ گویا وہ میرا شاگرد ہو، اور میں
اس کا قابل احترام گرو ۔ وہ صاحب علم ہے اور اسے مطالعے کا شوق ہے ۔ ہوش مند ہے
اور علم کی تلاش میں رہتا ہے ۔ وہ دوسروں کی بات صبر کے ساتھ سنتا ہو اور اس کی نظر تمام
خوب صورت چیزوں سے متاثر ہے ۔ وہ کریم النفس ہے ۔ وہ جنگ کو ناپسند کرتا ہے ۔ وہ خلوص
پر عمل کرتا ہے، اور اپنے ضمیر کی آواز پر چلنے والا ہے ۔ وہ ایک دغا باز جمہوریت کی ناچاری و
مجبوری سے ملازمت کر رہا ہے ۔ حوادث زندگی بلکہ شاید مقدر نے اس کو سپاہی بنا کر ایسے نام و
نمود کا قیدی بنا رکھا ہے کہ جس سے وہ متنفر ہے، اور جب وہ خوشی خوشی چھوڑنے کے لیے تیار
ہے ۔ مگر شرط یہ ہے کہ اس سے پہلے ایک تمنا پوری کرلے ۔ یہ تمنا اس کی ایک ڈراؤنی تمنا
ہے، جو ایسے لوگوں کے دلوں میں نشو و نما پاتی ہے کہ جو ناقابل حصول محبت کے خطرناک مگر
عظیم و نادر الوجود ستارے کے اثر میں پیدا ہوتے ہیں . . . . . .

گانڈو ۔ والد بزرگوار آپ بھولتے ہیں کہ جو لوگ بھوک سے مر رہے ہیں ان کے لیے یہ تاخیر کہ جو آپ
کر رہے ہیں دشوار ہے ۔ اس آدمی کی خوبیوں سے ہمیں کیا مطلب ۔ آپ نے نجات کی امید
دلائی ہے ۔ اس ذکر کو پورا کیجیے ۔

مارکو۔ جو کہتے ہو صحیح ہے۔ میرے لیے پس و پیش کرنا بے جا ہے۔ ہر چند وہ بات کہ جو میں کہنے والا ہوں ان دو ہستیوں کے لیے کہ جن سے اس دنیا میں سب سے زیادہ محبت کرتا ہوں نہایت اذیت دہ ہے۔

گانڈو۔ میں اپنے حصے کو قبول کرتا ہوں چاہے وہ کچھ ہی سہی۔ مگر یہ دوسرا شخص کون ہے۔

مارکو۔ سنو! میں بتاؤں گا۔ جس وقت میں اس کمرے میں داخل ہوا تھا یہ بات مجھے عجیب اور مشکل معلوم ہوتی تھی۔ چونکہ اس کے ذریعے نجات کا امکان اس قدر زیادہ تھا۔

گانڈو۔ کہہ ڈالیے۔

مارکو۔ فلارنس ہماری بیخ کنی پر تلا ہوا ہے۔ مجلس جنگ کے نزدیک یہ ضروری ہے۔ مجلس شوریٰ نے اس کے فیصلے کو منظور کر لیا ہے۔ اس فیصلے میں کوئی تبدیلی ممکن نہیں۔ لیکن فلارنس اپنی ریاکاری میں بڑی مصلحت اندیشی اور ہوش مندی سے کام لے رہا ہے، تاکہ جس دنیا کو وہ مہذب بنانے کی کوشش کر رہا ہے وہ اس کو یہ الزام نہ دے سکے کہ اس نے بلا امتیاز خونریزی کرا دی۔ اس لیے فلارنس یہ اعلان کرے گا کہ ہم نے ہتھیار ڈالنے کی پیش کش نامنظور کر دی۔ یہ کہہ کر شہر پر حملہ کیا جائے گا۔ اور اسپین اور جرمن کے زرخرید سپاہی لوٹ پڑیں گے۔ جہاں بھی لوٹ مار، آتش زدگی، قتل و غارت کا موقع ہوتا ہے وہاں ان سپاہیوں کو اکسانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ صرف ذرا سی ڈھیل دینا کافی ہے۔ اس کے بعد ان کے سرداران کو قابو میں رکھنے سے معذور دکھائی دینے لگتے ہیں۔ ہماری تقدیر میں یہی لکھا معلوم ہوتا ہے اس وقت سرخ سوسن کا شہر یعنی فلارنس سب سے پہلے اس تباہی پر اظہار افسوس کرے گا۔ اور اس کی ساری ذمے داری بھاڑے کے غیر ملکی سپاہیوں اور ان کی غیر متوقع بے لگامی پر رکھے گا۔ پھر جب ہماری تباہی پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے گی تو ان سے اظہار نفرت کر کے ان کو برطرف کر دے گا۔

گائڈو۔ ہاں۔ فلارنس کا یہی طریقہ ہے۔

مارکو۔ یہ وہ خفیہ احکام ہیں جو پرنزوال کو جمہوریت کے کمشنروں سے ملے ہیں۔ اس پچھلے ہفتے ہر روز اس کو آخری دھاوا کرنے پر اکسایا گیا ہے۔ اس وقت تک طرح طرح کے بہانے کر کے اس نے اس حملے کو ٹالا ہے۔ علاوہ ازیں اس نے کچھ ایسے خطوط پکڑے ہیں کہ جن میں کمشنروں نے، جو اس کی ہر کارروائی کی خفیہ نگرانی کرتے ہیں، اس پر دغا بازی کی تہمت لگائی ہے۔ پیزا کی تباہی اور جنگ ختم ہونے کے بعد اس کے خلاف قانونی کارروائی ہو گی اور اسے جسمانی اذیت دے کر موت کا لقمہ بنایا جائے گا۔ جس طرح کا سلوک ایک سے زیادہ خطرناک سپہ سالار کے ساتھ کیا گیا۔ وہ اپنے حشر کو خوب جانتا ہے۔

گائڈو۔ بہت خوب۔ مگر اس کی تجویز کیا ہے۔

مارکو۔ اس کو یقین ہے کہ جہاں تک کوئی قریبی وحشیوں کی طرف سے یقین کر سکتا ہے کہ ان تیر اندازوں میں سے جنھیں اس نے بھرتی کیا ہے کافی تعداد اس کا ساتھ دے گی۔ بہر حال سو آدمی جو اس کے باڈی گارڈ میں ہیں اس کے جاں نثار ہیں، ان پر وہ پورا اعتماد کر سکتا ہے۔ اس کی تجویز یہ ہے کہ جو لوگ بھی اس کا ساتھ دینے پر آمادہ ہوں وہ سب پیزا بھیج دیے جائیں، تاکہ جس فوج کو وہ چھوڑ کے آئے اس کے مقابلے میں وہ پیزا کی حفاظت کرنے میں مدد کر سکیں۔

گائڈو۔ ہمیں آدمیوں کی ضرورت نہیں۔ اس خطرناک امدادی فوج کی ہمارے لیے کوئی کشش نہیں۔ البتہ وہ مدد دینا چاہتا ہے تو گولیاں، رسد اور بارود دے۔

مارکو۔ اسے خود اندیشہ تھا کہ مدد کا یہ وعدہ شاید تمھاری نظر میں مشتبہ ٹھہرے اور تم مسترد کر دو۔ اس لیے وہ ذمے داری لیتا ہے کہ وہ ان تین سو گاڑیوں کو رسد اور ہتھیاروں سے بھر کے شہر کے اندر بھیجے گا جو ابھی اس کے لشکر میں پہنچی ہیں۔

گائڈو۔ وہ یہ کیونکر کر سکتا ہے؟

مارکو۔ میں نہیں جانتا۔ جنگ اور سیاست کے طریقوں سے میں ناواقف ہوں مگر جو کچھ یہ بزدل کرنا چاہتا ہے وہ کر کے چھوڑتا ہے۔ باوجود فلارنس کے کمشنروں کے وہ اپنی فوج کا خود مالک و مختار ہے اور اس وقت تک رہے گا جب تک مجلس شوریٰ اس کو ہٹا نہ دے اور وہ ایسی حالت میں ہٹانے کی جرأت نہیں کر سکتی جب کہ فتح سامنے نظر آرہی ہے۔ فوج کو اس پر اعتبار ہے اور شکار پنجے میں ہے۔ فلارنس کو مناسب وقت کا منتظر رہنا چاہیے۔

گائڈو۔ ٹھیک ہے۔ اب میں سمجھا کہ وہ ہمیں اس لیے بچانا چاہتا ہے کہ اس طرح وہ خود بھی بچ جائے گا۔ وہ دراصل بدلا چاہتا ہے لیکن اگر اس کا یہی منشا ہے تو میرے خیال سے یہ مقصد دیگر طریقوں سے اور زیادہ ہوشیاری سے بھی پورا ہو سکتا ہے۔ اس کا اپنے دشمنوں کے بچانے سے کیا فائدہ ہے۔ وہ کہاں جائے گا اور اس کا کیا انجام ہوگا۔ اس کے عوض وہ کیا چاہتا ہے۔

مارکو۔ میرے بیٹے اب وہ وقت آگیا کہ جب میرے الفاظ اور ہمہ گیر ثابت ہوں گے۔ یہ ایسا موقع ہے جب الفاظ کے دو تین ٹکڑے بھی انسان کا مقدر بن کر اس پر غالب آجاتے ہیں۔ میں یہ سوچ کر کانپتا ہوں کہ میرے لب و لہجہ اور میرے کہنے کے انداز سے کتنی ساری موتیں واقع ہو سکتی ہیں یا کتنی ساری جانیں بچ سکتی ہیں۔

گائڈو۔ آخر آپ بات کرنے میں تامل کیوں کرتے ہیں دل خراش سے دل خراش الفاظ ہماری مصیبت کو نہیں بڑھا سکتے۔

مارکو۔ میں تمہیں بتلا ہی چکا ہوں کہ یہ بزدل عقل مند آدمی معلوم ہوتا ہے۔ وہ معقول اور کریم النفس ہے۔ مگر ایسا عقل مند کہاں ہوتا ہے کہ جو کبھی ایک لمحے کے لیے بھی حماقت نہ کرے۔ کون ایسا نیک سیرت ہے کہ جس کے دل میں کوئی برا خیال نہیں آتا۔ کیا یہ غلط ہے کہ ہماری عقل اور ہمارے جذبۂ عدل اور رحم میں، اور خواہش اور ہوائے نفسانی اور اُس دیوانہ پن میں

جو ہماری ذات میں مضمر ہے، دائمی جنگ رہی ہے کتنی مرتبہ میں بذاتِ خود اس جنگ میں شکست کھا چکا ہوں۔ شاید آئندہ بھی شکست نصیب ہو، اور شاید تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی تجربہ پیش آئے، کیونکہ ہم سب کے مقدر میں بھی یہی لکھا ہے۔ تمھیں اب ایک ایسا صدمہ پہنچنے والا ہے جسے اگر تم صحیح طور سے سمجھ سکو تو وہ دراصل صدمہ ہی نہیں ہے.......

اور میں اس کو توازن سے خارج جانتے ہوئے بھی ایک وعدہ کر آیا ہوں کہ جس میں اس بے کار اور احمقانہ صدمے سے بھی زیادہ حماقت دکھائی پڑتی ہے....... باوجود دانائی کا دعوے رکھنے کے میں اس احمقانہ وعدے کو پورا کرنے کی حماقت کروں گا۔ حالانکہ میں عقل کے نام پر تم سے مکالمہ کرتا ہوں اور عقل کی راہ پر چلنے کی ہدایت کرتا ہوں۔ اگر تم اس شرط کو نامنظور کرو گے تو میں نے دشمن کے لشکر میں واپس جانے کا عہد کر لیا ہے۔ خدا جانتا ہے کہ وہاں کیا میرا انجام ہوتا ہے۔ غالباً جسمانی اذیت اور موت میرے ایفائے وعدہ کا انعام ہوں گے۔ تاہم میرا جانا ضروری ہے۔ حالانکہ میں خوب جانتا ہوں کہ حماقت لباس فاخرہ پہننے کے بعد بھی حماقت ہی رہتی ہے۔ پھر بھی یہ بے وقوفی مجھ سے سرزد ہوگی کہ جس پر اس وقت اپنا تاسف ظاہر کر رہا ہوں۔ کیونکہ مجھ میں بھی وہ قوت نہیں کہ جو صرف ان میں ہوتی ہے کہ جو عقل کو رہنما بنا کر قدم آگے بڑھاتے ہیں....... مگر میں نے ابھی تمھیں بتلایا نہیں۔ آہ میں کیسا بھٹکتا ہوں، بات کو کس طرح طول دیتا ہوں۔ الفاظ کے انبار کو کتنا بڑھاتا ہوں محض اس لیے کہ وہ لمحہ جس میں فیصلہ ہونے والا ہے کچھ ہی دیر کے لیے ٹل جائے۔ لیکن میں اپنی اس ہچکچاہٹ سے ممکن ہے تمھیں نقصان پہنچا رہا ہوں.....

اچھا دیکھو میں بتائے دیتا ہوں....... یہ سب آرام و آسائش کی چیزیں جن کو میں اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا ہوں، یہ اناج اور شراب اور پھلوں سے بھری ہوئی گاڑیاں، یہ بھیڑوں اور دوسرے مویشیوں کے گلّے کے گلّے جو ہماری بھوکی رعایا کا کئی ہفتے پیٹ بھر سکتے ہیں، اور یہ بارود سے بھرے ہوئے پیپے اور سیسے کی سلاخیں جن کی مدد سے فلارنس کو فتح کیا جا سکتا ہے اور

پینرا میں امن و مسرت کو پھر سے واپس لایا جا سکتا ہے، یہ سب چیزیں ہمارے شہر کو آج ہی رات روانہ کر دی جائیں گی۔ لیکن شرط یہ ہے کہ تم اس کے بدلے میں پرنزوال کے پاس اس کو بھیج دو۔ اور وہ صبح تڑکے واپس آجائے گی۔ فتح و اطاعت کے لحاظ سے وہ چاہتا ہے کہ وہ تنہا ہو اور صرف ایک چادر اوڑھے ہوئے ....

گائڈو۔ کون؟ کس کو بھیج دوں؟ یہ تو آپ نے بتایا ہی نہیں ......

مارکو۔ گیووانا کو۔

گائڈو۔ کیا! اپنی بیوی کو؟ .... وانا کو؟ ....

مارکو۔ ہاں، اپنی وانا کو .... آخر مجھے کھل کر کہنا ہی پڑا۔

گائڈو۔ لیکن وانا ہی کیوں جائے؟ کیا اور ہزاروں عورتیں نہیں ہیں؟

مارکو۔ یہ اس لیے ہے کہ وہ سب سے زیادہ خوبصورت ہے اور وہ اس کا جان و دل سے عاشق ہے۔

گائڈو۔ جان و دل سے عاشق! اس نے اسے کہاں دیکھا؟ وہ اس کو کیسے جانتا ہے۔

مارکو۔ پرنزوال نے اس کو دیکھا ہے، وہ اس کو جانتا ہے، مگر یہ نہیں بتلایا کہ کب سے اور کیسے جانتا ہے۔

گائڈو۔ مگر کیا وانا نے بھی اسے دیکھا ہے؟ دونوں کہاں ملے ہیں۔

مارکو۔ وانا نے اسے کبھی نہیں دیکھا۔ کم سے کم وانا کو یاد نہیں۔

گائڈو۔ آپ کو اس کا کیسے پتا؟

مارکو۔ اس نے مجھے خود بتلایا۔

گائڈو۔ کیا؟

مارکو۔ تمہارے پاس آنے سے پہلے۔

گائڈو۔ اور آپ نے اس کو بتلا دیا؟

مارکو۔ سب کچھ بتا دیا۔

گانڈو۔ آپ کو اس ذلیل سودے کی طرف اشارہ کرنے کی بھی ہمت نہ پڑی ہو گی۔

مارکو۔ ہاں۔ میں نے ذکر کر دیا۔

گانڈو۔ اور اس نے کیا کہا؟

مارکو۔ اس کے چہرے کا رنگ اڑ گیا وہ مجھے چھوڑ کر چلی گئی۔

گانڈو۔ اہا یہ اس نے اچھا کیا۔ آپ کو لعنت ملامت کرنے اور آپ کے قدموں پر گرنے سے اس کا یہ کرنا بہتر تھا۔ ہاں ہاں یہ بہتر تھا۔ وہ سفید پڑ گئی اور آپ کو چھوڑ کر چلی گئی۔ ایک فرشتہ بھی ایسا ہی کرتا۔ اس سے ایسی ہی امید تھی۔ وہ کیا کہہ سکتی تھی۔ کچھ نہیں۔ اور ہم بھی کچھ نہیں کہیں گے......... میرے دوستو آؤ ہم فصیلوں پر واپس چلیں اور یوں مریں کہ ہماری آبرو پر ایک دھبا نہ آئے کیونکہ ایک دن مرنا ہی ہے۔

مارکو۔ آہ۔ گانڈو میں جانتا ہوں تمہاری سخت آزمائش ہے مصیبت ایسی آن کھڑی ہوئی ہے کہ ہمیں صبر سے کام لینا چاہیے۔ اور لازم ہے کہ ہم اپنی عقل کو فرض اور ذاتی غم کے درمیان امتیاز کرنے کی مہلت دیں.......

گانڈو۔ میرا جو فرض ہے وہ صاف دکھلائی دیتا ہے۔ اس شرمناک شرط کے بعد میرے اوپر ایک، محض ایک فرض لازم ہے۔ مجھے سوچنے کے لیے وقت نہیں چاہیئے!

مارکو۔ تاہم تمھیں اپنے آپ سے سوال کرنا چاہیے کہ کیا تم کو ایک پوری قوم کو قربان کرنے کا حق حاصل ہے۔ کیا ہزاروں جانوں کا تلف ہونے دینا زیادہ گراں قیمت نہ ہو گی..

...... اگر تنہا تمہاری خوشی کا اس فیصلے پر دارومدار ہوتا اور تم زندگی پر موت کو ترجیح دیتے تو میں اس کو سمجھ سکتا تھا۔ ہر چند کہ میں چراغ سحری ہوں اور میں نے بہت سے انسان اور ان کے حصے میں آنے والا رنج دیکھا ہے لیکن میرے لیے کوئی اخلاقی یا جسمانی

برائی ایسی نہیں کہ جس کو موت پر بیں زیادہ قابل ترجیح نہیں سمجھتا۔ وہ موت کہ جو بے حسی طاری کرنے والی ہے، ہولناک ہے اور جو ابدی سناٹا لے کر آتی ہے.......... اس وقت ہزاروں جانوں کی بازی لگی ہوئی ہے۔ اس میں تمھارے لڑنے والے بھائی ان کی بیویاں اور بچے بھی شامل ہیں۔ اگر تم اس نفس پرست دیوانے کی شرمناک تجویز مانو گے کہ جس میں حیوانیت کا پہلو ہے تو وہی فعل جو تمھیں انسانیت کے خلاف معلوم ہوتا ہے اگلی نسلوں کے نزدیک جواں مردانہ ٹھہرے گا۔ کیونکہ وہ زیادہ ٹھنڈے دل، زیادہ منصفانہ نظر اور زیادہ انسانی فطرت کو مدنظر رکھ کر فیصلہ کریں گے یقین رکھو کہ جان بچانے کے برابر کوئی چیز اچھی نہیں ہو سکتی۔ نیکیاں، زندگی کے نصب العین جن کو ہم آبرو کہتے ہیں اور وفاداری بتاتے ہیں یہ سب جان بچانے کے نسبت ہیچ ہیں........ اس وقت تمہاری ایک تمنا ہے کہ اس امتحان کا تم جواں مردی سے مقابلہ کرو۔ اور تمہارے نام پر کوئی دھبا نہیں رہنے پائے۔ مگر یہ خیال غلط ہے کہ اپنے آپ کو موت کی نذر کرنا دلیرانہ عمل کی سب سے اونچی چوٹی ہے... ......سب سے زیادہ بڑی دلیری کا عمل یہ ہے کہ آدمی سب سے زیادہ ایثار سے کام لے مرجانا اکثر جینے سے زیادہ آسان ہوتا ہے۔

گائڈو۔ کیا آپ میرے باپ ہیں؟

مارکو۔ ہاں اور مجھے اس کا فخر ہے۔ آج تم سے جو مجھے اختلاف ہے اس کا مطلب یہ سمجھو کہ میں خود اپنی مخالفت کر رہا ہوں۔ اور اگر تم میری بات فوراً مان لیتے تو اس کے معنی یہ ہوتے کہ میرے دل میں تمہاری محبت کی کچھ کمی ہے۔

گائڈو۔ ہاں آپ مرے باپ ہیں اور آپ نے اس بات کا ثبوت دے دیا۔ اب میری طرح آپ کو بھی موت ہی کو پسند کرنا ہوگا۔ اور چونکہ میں اس قابل نفرت شرط کو نامنظور کرتا ہوں۔ آپ کو دشمن کے لشکر میں واپس جانا پڑے گا اور وہاں جا کر آپ کو اس کا انجام بھگتنا پڑے گا۔

جو فلارنس نے آپ کے لیے مخصوص کر رکھا ہے۔

مارکو۔ میرے بیٹے اس کا تعلق تو صرف مجھ سے ہے اور میں ایک لاغر، بے کار اور بوڑھا آدمی ہوں جس کی چند ہی روز کی زندگی باقی ہے۔ میں کسی کے کام کا نہیں ہوں اسی لیے میں نے سوچا کہ میں ایک پرانی حماقت کا بھرم رکھ لوں اور ایسا کام کرنے کی جدوجہد نہ کروں جو عاقلوں کا شیوہ ہے۔ میں نہیں جانتا کہ میں وہاں کیوں جاؤں۔ میرے اس ضعیف جسم میں میری روح ابھی تک جوان ہے۔ میں اس زمانے کا آدمی ہوں جب عقل کی بات کم چلتی تھی مگر مجھے افسوس ہے کہ گزشتہ زمانے کے اثرات مجھے اس احمقانہ عہد کے توڑنے سے روکتے ہیں......

گائڈو۔ میں آپ ہی کی پیروی کروں گا۔

مارکو۔ یعنی کیا کرو گے؟

گائڈو۔ میں آپ کی تقلید کروں گا۔ میں بھی ان گزشتہ اثرات کی وفاداری سے پیروی کروں گا جو آپ کو فضول اور بے معنی معلوم ہوتے ہیں۔ گو خوش نصیبی سے آپ ابھی تک ان کی بجاآوری میں عمل پیرا ہیں۔

مارکو۔ جہاں تک اوروں کا تعلق ہے میں ان اثرات کو مسترد کیے دیتا ہوں۔ اور چونکہ ظاہر یہ ہوتا ہے کہ تمہارا ضمیر میری عملی ترغیب چاہتا ہے جس کے لیے میری عہد شکنی ضروری ہے اس لیے میں عہد شکنی کا تہیہ کرتا ہوں۔ اور اب جو بھی ہو اور تم کچھ بھی فیصلہ کرو میں وہاں نہ جاؤں گا۔

گائڈو۔ بس بس۔ کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ بیٹے کو اپنے گمراہ باپ سے بھی نہیں کہنی چاہئیں....

مارکو۔ بیٹے جو کچھ کہنا چاہو کہو۔ تم اپنے غصہ بھرے الفاظ کو آزادی کے ساتھ دل سے نکلنے کا موقع دو...... میرے نزدیک یہ الفاظ تمہارے قدرتی اور جائز صدمے کے شاہد ہوں گے... جو محبت مجھے تم سے ہے اس کو الفاظ بدل نہیں سکتے۔ لیکن مجھے ملامت کرتے وقت جو نازیبا

الفاظ تمہارے دل سے نکلیں مناسب ہے کہ ان کی جگہ عقل اور رحم دلی کو دو۔

گائڈو۔ بس اب اور کچھ نہ سنوں گا...... ذرا سوچیے تو کہ آپ مجھ سے کیا کرانا چاہتے ہیں اس وقت آپ عقل کی کمی کا ثبوت دے رہے ہیں۔ ایسی عقل کی کمی کا جس میں پاکیزگی اور نیت ہو۔ آپ کی عقل کو موت کے خوف نے مغلوب کر لیا ہے...... موت مجھے نہیں ڈرا سکتی۔ مجھے اب بھی وہ وقت یاد ہے جب آپ نے مجھے ہمت اور دلیری کی تعلیم دی تھی۔ اس وقت تک آپ کی ہمت کو ضعیفی اور کتابوں کے بے کار مطالعے نے زائل نہیں کیا تھا۔ ...... ہم دونوں اس کمرے میں اکیلے ہیں اور کسی نے آپ کی یہ قابل رحم کمزوری نہیں دیکھی۔ میرے دونوں نائب اور میں اس راز کو پوشیدہ رکھیں گے۔ گو افسوس ہے کہ اس راز کو زیادہ عرصے تک چھپایا نہیں جا سکتا۔ اس سب گفتگو کو ہم اپنے سینوں میں دفن کر دیں گے۔ اچھا اب ہمیں آخری معرکہ آرائی کے بابت سوچنا چاہیے۔

مارکو۔ میرے بیٹے یہ راز کہیں دفن کیا جا سکتا ہے۔ میری سن رسیدگی اور میرے مطالعے نے جسے تم بے سود سمجھتے ہو مجھے سکھایا ہے کہ کسی حال میں بھی کسی کی زندگی کو تلف ہونے دینا صحیح نہیں ہو سکتا۔ گو مجھ میں وہ ہمت نہیں جس کے علاوہ کسی چیز کی وقعت تمہاری نظر میں نہیں ہے۔ پھر بھی مجھ میں ایک دوسری قسم کی جرأت ہے جس میں بظاہر کم آب و تاب ہے اور شاید لوگ اس کی قدر بھی کم کرتے ہیں، کیونکہ یہ ان کی مقصد براری کم کرتی ہے لوگ اس چیز کو سب سے زیادہ قابل قدر سمجھتے ہیں کہ جو انھیں سب سے زیادہ غم میں مبتلا کرتی ہے۔ اس جرأت کی بدولت ہی میں اپنے بقیہ فرض کی انجام دہی کر سکوں گا۔

گائڈو۔ وہ فرض کیا ہے؟

مارکو۔ جس کام کو میں نے ناکامی کے ساتھ شروع کیا ہے اسے مکمل کر کے رہوں گا...... تم اکیلے فیصلہ کرنے والے نہیں ہو تمہارے ساتھ اوروں کے ہاتھ میں بھی فیصلہ ہے۔ ان

سب لوگوں کو جن کی زندگی یا موت کا اس لمحے پر دارومدار ہے یہ جاننے کا حق ہے کہ ان کا کیا حشر ہونے والا ہے اور انھیں یہ بتانا ضروری ہے کہ ان کی نجات کس چیز پہ منحصر ہے۔۔۔۔۔۔۔

گانڈو۔ میں آپ کو سمجھا نہیں۔ کم سے کم میں امید کرتا ہوں کہ میں آپ کو نہیں سمجھا۔۔۔۔۔۔ آپ کہہ رہے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔

مارکو۔ میں یہ کہہ رہا تھا کہ جیسے ہی میں اس کمرے سے باہر نکلوں گا میں تمام لوگوں کو بتلا دوں گا کہ پیزا کے زوال کی کیا شرط تھی جو تم نے نامنظور کر دی۔

گانڈو۔ اچھا یہ بات ہے۔ اب میں سمجھا۔ مجھے افسوس ہے لایعنی گفتگو نے ہمیں یہاں تک پہنچایا۔ اور اسی طرح مجھے افسوس ہے کہ آپ کی خام خیالی مجھے مجبور کرتی ہے کہ جو عزت مجھے آپ کی بزرگی کی کرنی چاہیے وہ میں نہیں کر سکتا۔ مگر بیٹے کا فرض ہے کہ اپنے باپ کو خود فریبی کے نتیجوں سے بچائے۔ جب تک پیزا ہمارے قبضہ میں ہے اس کا مختار و مالک اور اس کی عزت و آبرو کا محافظ ہوں۔ بورسو اور ٹورلو میں اپنے والد کو تمہاری نگرانی میں سپرد کرتا ہوں۔ اور اس وقت تک کے لیے دیتا ہوں جب تک ان کا سویا ہوا ضمیر پھر بیدار نہ ہو جائے۔ اب بھی کچھ نہیں گیا۔ کسی کو پتا نہیں چلے گا ۔۔۔۔۔۔۔۔ میرے بزرگوار میں آپ کو معاف کرتا ہوں اور میں جانتا ہوں کہ مرتے وقت جب آپ یاد کریں گے کہ آپ نے مجھے اپنے اوپر قابو رکھنے اور سہارا نہ ہونے کی تعلیم دی تھی آپ بھی مجھے معاف کریں گے۔۔۔۔۔۔۔

مارکو۔ بیٹا مجھے تمھیں معاف کرنے کے لیے آخری وقت کے انتظار کی ضرورت نہیں ۔۔۔۔ ۔۔ تمہاری جگہ میں بھی تو یہی کرتا ۔۔۔۔۔۔۔۔ تم مجھے تو قید کر سکتے ہو مگر میرے راز کو قید نہیں کر سکتے کیونکہ وہ فاش ہو چکا ہے اور چھپانے سے چھپ نہیں سکتا۔

گانڈو۔ یہ کیا ہے۔ اور یہ کیا ہے جو آپ کہہ رہے ہیں؟

مارکو۔ میرا مطلب یہ ہے کہ اس وقت یہ زوال کی تجویز پر مجلس شوریٰ بحث کر رہی ہے۔

گانڈو۔ مجلس شوریٰ! اسے کس نے بتا دیا؟

مارکو۔ یہاں آنے سے پہلے میں بتا آیا تھا۔

گانڈو۔ آپ! نہیں نہیں۔ یہ غیر ممکن ہے۔ خواہ آپ کتنے ہی خوف زدہ رہے ہوں، اور آپ کی ضعیفی نے آپ کو کتنا ہی حیران و پریشان بنا دیا ہو یہ ممکن نہیں ہے کہ آپ نے میری ایک تنہا روحانی مسرت کو، میری محبوبہ کو، اور ہماری آپس کی ازدواجی زندگی کی حسین اور پاکیزہ ترین شے کو اجنبیوں اور حقیر دکانداروں کے سپرد کر دیا ہو، جو اس کی اس طرح ناپ تول کریں گے کہ گویا تیل یا نمک ہے .... میں اس کو نہیں مان سکتا ..... اور نہ میں مانوں گا جب تک اپنی آنکھوں سے نہ دیکھوں گا .... اور دیکھنے کے بعد میں آپ یعنی اپنے باپ کو جس سے محبت تھی اور جس کے بارے میں میں سمجھتا تھا کہ میں اسے جانتا ہوں اور جسے میں قابل تقلید نمونہ سمجھتا تھا اسی کراہیت و نفرت کی نگاہ سے دیکھوں گا جس سے میں اس بزدل اور کمینے وحشی کو دیکھتا ہوں جس نے آج ہماری ننگ و ناموس کو مٹا دیا۔

مارکو۔ میرے بیٹے تم سچ کہتے ہو۔ تم مجھے نہیں جانتے اور یہ میرا ہی قصور ہے۔ میں نے تمھیں نہیں بتلایا کہ جوں جوں میرا بڑھاپا آتا گیا میں زندگی، محبت اور انسان کی راحت و رنج کے بابت اس سے ہر روز کیا سبق حاصل کرتا گیا ..... اگر میں اس سے قبل جو کچھ میرے دل پر گزر رہی تھی تمھیں بتاتا جاتا!، اور تم جانتے کہ کس طرح غرور و خود بینی کے بجائے حقائق ہلکے ہلکے میرے دل میں جگہ کرتے جاتے تھے، تو آج میں تمھارے سامنے ایک مفہوم اجنبی کی طرح نہ کھڑا ہوتا، کہ جس سے تم نے نفرت کرنا شروع کر دیا ......

گائڈو۔ کم سے کم مجھے خوشی ہے کہ بالآخر میں نے آپ کو پہچان لیا۔ رہیں باقی باتیں ....

..... یہ پیشین گوئی کرنا مشکل ہے کہ مجلس شوریٰ کا کیا فیصلہ ہوگا۔ اپنے آپ کو بچانے کے لیے انھیں صرف ایک آدمی کی قربانی کی ضرورت ہے۔ اور اس سے زیادہ کیا آسان ہو سکتا ہے۔ یہ ایسی آزمائش ہے کہ غریب سوداگر درکنار بڑے بڑے حوصلہ مندوں کے پاؤں بھی ڈگمگا جائیں۔ مگر ایسا کرنے کے نتائج کو انھیں نہ بھولنا چاہیے۔ اس بات کی توقع کرنا ایک ناممکن بات کی توقع کرنا ہوگا۔ ایسی توقع کا ہم کوئی حق نہیں رکھتے۔ میں نے ان کے لیے اپنا خون بہایا ہے۔ دن رات میں نے ان کے لیے جانفشانی کی ہے اور صعوبتیں جھیلی ہیں۔ اس لمبے محاصرے میں بھی میں نے کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا ہے۔ جتنا کیا وہ بہت ہے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں کر سکتا۔ دانا میری ہے۔ وہ کلیتہً میری ہے۔ اور میں اب بھی سپہ سالار ہوں۔ کم سے کم میرے استرادیوت سپاہیوں کی وفاداری پر پورا اعتبار ہو سکتا ہے۔ میرے زیر حکم تین سو آدمی ہیں جو میری بات مانیں گے اور جن کے کان بزدلوں کے مشورے کے لیے بہرے ہو جائیں گے۔

مارکو۔ میرے بیٹے تم غلطی پر ہو۔ میزا کی مجلس شوریٰ اور ان باشندوں نے کہ جن کی بابت تم ان کا فیصلہ جانے بغیر اس حقارت سے بات کر دیتے ہو، اس مصیبت کے وقت ایک قابل تحسین شرافت اور ہمت کا ثبوت دیا ہے۔ انھوں نے ایک عورت کی قربانی دے کر اپنے آپ کو بچانے سے انکار کر دیا ہے اور جب میں ان کو چھوڑ کر تمھارے پاس آیا تھا وہ وانا کو طلب کر رہے تھے کہ اسے بتلا دیں کہ انھوں نے تقدیر کا فیصلہ اس پر چھوڑ دیا۔

گائڈو۔ کیا انھوں نے ایسا کرنے کی واقعی جرأت کی ہے! ان کی یہ ہمت پڑی کہ انھوں نے اس قابل نفرت دھونا کس جانور کے گندے الفاظ میری عدم موجودگی میں اُسے سنا دیے .... میری دانا۔ مجھے اس کے نازک چہرے کا خیال آتا ہے جو ایک نظر پڑتے ہی شعلہ کی طرح بھڑک اٹھتا ہے۔ اور مجھے اس کی حیا کا رکھ رکھاؤ یاد آتا ہے جو اس کے حسن کو دوبالا کر دیتا ہے

میری دانا کو ان ہوسناک بوڑھوں اور ان مکار زر دوکان داروں کے سامنے کھڑا رہنا پڑا کہ جنھوں نے ہمیشہ اس کی ذات کو مقدس سمجھ کر اس کی تعظیم کی۔ انھوں نے اس سے کہا ہوگا جاؤ اکیلی اور ننگی اس وحشی کے خیمے میں جاؤ اور اس کا حکم بجا لاؤ۔ ہاں واقعی انھوں نے بڑی شرافت برتی کہ اسے کوئی ایذا نہیں پہنچائی وہ جانتے تھے کہ میں ابھی یہیں ہوں۔ آپ کہتے ہیں کہ انھوں نے اس کی رضامندی کی استدعا کی ہے۔ کس کی جرأت ہے کہ وہ مجھ سے میری رضامندی مانگے۔

مارکو۔ بیٹے! کیا میں نے تم سے تمھاری رضامندی نہیں مانگی۔ اگر تم میری درخواست کو نامنظور کر دوگے تو میرے بعد ان کے آنے کی باری آجائے گی۔

گائڈو۔ آئیں گے تو آئیں۔ وانا ہم دونوں کی طرف سے جواب دے دے گی۔

مارکو۔ میں امید کرتا ہوں کہ وہ اب تک جواب دے چکی ہوگی اور جو کچھ بھی اس کا جواب ہوا ہے تم منظور کر لوگے۔

گائڈو۔ اس کا جواب! کیا آپ کو اس میں کوئی شک ہے؟ آپ کو جو اس سے خوب واقف ہیں۔ آپ جنھوں نے اسے اس دن سے ہر روز دیکھا ہے جب وہ اپنی ان آنکھوں کو لے کر جو جام محبت سے لبریز تھیں، پہلے پہل کمرے میں داخل ہوئی تھی۔ ہاں اسی کمرے میں کہ جس میں اس موقعے پر آپ اس کو بیچ دینا چاہتے ہیں۔ کیا آپ اس کے جواب کے بارے میں کوئی شبہ رکھتے ہیں۔

مارکو۔ میرے بیٹے! ہم میں سے ہر اک کو بس وہی نظر آتا ہے جو وہ خود اپنے میں دیکھتا ہے۔ اور اس کی خود آگاہی اس کے اپنے شعور سے کبھی تجاوز نہیں کرتی ......

گائڈو۔ بے شک اسی لیے تو میں آپ کو اتنا کم پہچان سکا۔ مگر بجائے اس کے کہ میری آنکھیں دوسری مرتبہ ایسا افسوس ناک دھوکا کھائیں خدا سے میری یہی دعا ہے کہ وہ ہمیشہ کے لیے بند ہو جائیں۔

مارکو۔ شاید ایک نہایت نادر اور بے مثل روشنی ان آنکھوں کو کھولنے والی ہے ...... میں ایسا اس

لیے کہتا ہوں کہ میں نے دانا میں ایک ایسی طاقت پائی ہے جو تم نے نہ دیکھی۔ اس لیے مجھے شک نہیں کہ اس کا کیا جواب ہوگا......

گائڈو۔ آپ کو شک نہیں! ہاں مگر آپ یقین جانیے مجھے بھی کوئی شک نہیں۔ میں پہلے ہی سے اس کے جواب کو آنکھ بند کر کے قطعی طور پر قبول کرتا ہوں۔ اگر اس کا وہی جواب نہ ہوا تو پھر یہ کہنا صحیح ہوگا کہ شروع سے اس غم ناک ملنے تک ہم ہی ایک دوسرے کے بارے میں دھوکے میں رہے۔ ہماری محبت ایک سراب تھی جو خاک میں مل گئی۔ اور اس کی جن جن خوبیوں کی میں پرستش کرتا تھا وہ محض میرے خوش گمان ذہن یا اس وفا شعار دل تک محدود تھیں کہ جو ایک واہمہ کی پرستش کر کے خوش تھا۔

(مجمع دانا دانا پکارتا سنائی دیتا ہے۔ یہ آواز پہلے آہستہ آہستہ اور پھر زور زور سے سنائی دیتی ہے۔ پیچھے کا دروازہ کھلتا ہے۔ دانا تنہا اندر داخل ہوتی ہے۔ اس کا چہرہ زرد اور اترا ہوا سے معلوم ہوتا ہے کہ مجمع کے مرد اور عورتیں اندر آنے سے ڈرتے ہیں اور دروازے کے پیچھے اپنے آپ کو چھپانا چاہتے ہیں۔ گائڈو اسے دیکھ کر بیتابانہ اس کی طرف بڑھتا ہے۔ اسے اپنی باہوں میں لے کر گرم جوشی سے بغل گیر ہوتا ہے)

گائڈو۔ میری دانا۔ انھوں نے تمہارے ساتھ کیا کیا اور تم سے کیا کہا۔ نہیں نہیں مجھے بتانے کی ضرورت نہیں۔ میں نظر سے نظر ملا کر تہہ پر پہنچ گیا۔ تمہاری آنکھوں میں اس چشمے کی پاکیزگی ہو کہ جس میں فرشتے نہاتے ہیں۔ آہ لوگ کیسے بے وقوف ہوتے ہیں۔ میرے عشق پر وہ ذرا سی آنچ نہ لا سکے۔ وہ ان بچوں کی طرح ہیں جو ہوا میں پتھر پھینکتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو یہ دھوکا دیتے ہیں کہ وہ ان پتھروں کو آسمان پر پہنچا دیں گے..................

....

انھوں نے جیسے ہی تمہاری نظروں کو دیکھا ہوگا ان کے الفاظ ان کے لبوں پر جم کر رہ گئے ہوں گے۔ تمہیں جواب کی کیا ضرورت ہوئی ہوگی۔ بس ان کی طرف دیکھتے ہی ان کے لیے تمہارے

بیان ان کے تمہارے خیالات کے درمیان ایک چشمہ ابل پڑا ہو گا۔ بلکہ زندگی اور محبت کا ایک ناپید اکنار سمندر۔ مگر دیکھو یہاں ایک شخص ہے جسے میں اپنا باپ کہتا ہوں وہ اپنے سر کو جھکائے ہوئے ہے اور اس کے سفید بال اس کو چھپا رہے ہیں۔ ہمیں اسے معاف کرنا چاہیے۔ کیونکہ وہ بوڑھا اور کوتاہ اندیش ہے ہمیں اس پر رحم کرنا چاہیے۔ اس رحم کے لیے بڑی کوشش کی ضرورت ہے۔ تمہاری آنکھوں میں اس کے لیے کوئی پیغام نہیں۔ اس میں اور ہم میں کس قدر بُعد ہے۔ وہ ہمارے لیے اجنبی ہو گیا ہے۔ اس کی قابل افسوس پیرانہ سالی کی وجہ سے ہماری محبت اس کے سر سے یوں گزر جاتی ہے کہ جیسے چٹانوں سے اپریل کی بارش۔ اسے ہماری محبت کا کوئی احساس نہیں۔ وہ اس کے وجود ہی سے غافل ہے .... وہ سمجھتا ہے کہ ہماری محبت ان لوگوں کی سی ہے کہ جو لفظ محبت کے معنی بھی نہیں جانتے۔ وہ سمجھنے کا مقدور نہیں رکھتا۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ کچھ اپنی زبان سے ناؤ۔ اسے اپنے الفاظ سناؤ اور اپنا جواب دو۔

وانا۔ (مارکو کے قریب آکر) میرے ابا جان! میں آج رات کو جاؤں گی۔

مارکو۔ (اس کی پیشانی کو بوسہ دے کر) میری بیٹی میں جانتا ہوں ......

گائڈو۔ کیا۔ آپ نے کیا کہا؟

وانا۔ گائڈو میں جاؤں گی۔ میں ضرور جاؤں گی۔ مجھے حکم ماننا ہے۔

گائڈو۔ حکم ماننا ہے؟ کس کا حکم! مجھے بتلاؤ!

وانا۔ میں آج رات کو پرنزوال کے خیمے میں جاؤں گی۔

گائڈو۔ اس کے ساتھ مرنے کے لیے۔ اس کی جان لینے کے لیے۔ یہ تو مجھے خیال ہی نہیں آیا تھا۔ ہاں ہاں میں تمہارا مطلب سمجھا۔

وانا۔ اگر میں اسے مار دوں گی تو ہمارا شہر کیوں کر بچے گا۔

گانڈو۔ کیا تم اس سے محبت کرتی ہو؟

وانا۔ میں اسے جانتی ہی نہیں۔ میں نے اسے دیکھا بھی نہیں۔

گانڈو۔ مگر تم نے کچھ سنا تو ضرور ہو گا۔ ہاں ہاں تم نے سنا ہے۔ لوگوں نے کچھ تم کو بتلایا؟

وانا۔ کچھ نہیں بتلایا۔ البتہ ابھی کسی نے کہا تھا کہ وہ بہت بوڑھا ہے۔

گانڈو۔ بوڑھا نہیں ہے وہ جوان اور حسین ہے۔ مجھ سے بہت کم عمر ہے۔ اے خدا! اگر اس نے مجھ سے کچھ اور مانگا ہوتا تو میں اپنے شہر کے بچانے کے لیے گھٹنوں کے بل اس کے پاس جاتا۔ یا میں وانا کو لے کر کہیں نکل جاتا، اور ہم اپنی بقیہ زندگی گمنامی میں بسر کر دیتے، لوگ ہمیں بھول جاتے، اور ہم چوروں، بے چاروں بھیک مانگ کر اپنا پیٹ پالتے۔ مگر یہ چیز۔ یہ؟ دنیا کی تاریخ میں کبھی کسی فاتح نے ایسی جسارت نہیں کی......... (وانا کے پاس جا کر اور اسے باہوں میں لے کر) آہ میری وانا میری وانا میں تمہاری بات پر یقین نہیں لا سکتا۔ یہ آواز جو میں نے سنی تمہاری نہیں بلکہ میرے باپ اور تنہا میرے باپ کی ہے۔ نہیں نہیں میں نے کچھ نہیں سنا۔ سب کچھ ویسا ہی ہے جیسا پیشتر تھا......... مجھے یقین ہے کہ تم مجھ سے کہو گی کہ میں غلط سمجھا۔ اس شرمناک شب کو تم اور تمہاری محبت گوارا نہیں کر سکتی تھی تم کہو گی کہ تم نے غصے سے سرخ ہو کر صاف انکار کر دیا......... میں تم سے کہتا ہوں کہ میں نے کچھ نہیں سنا......... پرانا سکوت بدستور جاری ہے......... مگر دیکھو اب تمہیں بولنا چاہیے۔ سب لوگ گوش بر آواز ہیں......... ابھی تک کسی نے کچھ نہیں سنا......... سب تمہارے جواب کے منتظر ہیں۔ وہ جواب کہ جو تمہیں دینا ہی ہے۔ وانا جلد کہو تاکہ لوگ پہچان لیں۔ جلد بولو۔ ہماری محبت کا صاف اعلان کرو۔ اور اس خواب پریشاں کا طلسم توڑ دو......... جس لفظ کا میں منتظر ہوں وہ اپنے منھ سے کہو۔ اگر میری دنیا کو خاک میں نہیں ملانا چاہتی ہو تو وہ اپنی زبان پر لاؤ!

وانا۔ گائڈو میں جانتی ہوں کہ تمہارے لیے یہ برداشت کرنا کتنا مشکل ہوگا ....

گائڈو۔ (بے ساختہ طور پر اسے اپنے سے دور کر کے) ہاں کتنا مشکل ہوگا تم جانتی ہو کیا واقعی تم جانتی ہو۔ کیا مجھے اس محبت کا جو تم سے تھی خمیازہ بھگتنا نہیں پڑے گا۔ تم نے مجھ سے محبت کبھی نہیں کی۔ اب میری آنکھیں کھلنے لگی ہیں۔ جو کچھ ہو رہا ہے اس سے میں اور کیا نتیجہ نکالوں! تم کو مجھے چھوڑنے پر خوشی ہے۔ کون جانتا ہے کہ تمہیں اس آدمی سے محبت نہیں ہے .... یہاں اب بھی میرا حکم چلتا ہے، چاہے کوئی کچھ کہا کرے۔ کیا تم سمجھتی ہو کہ میں چپ چاپ سب کچھ دیکھتا جاؤں گا اور ان باتوں کو ہونے دوں گا۔ اس کمرے کے نیچے ایک تہہ خانہ ہے، تاریک و سرد۔ وہاں تمہیں اس وقت تک رہنا پڑے گا جب تک تمہارا جوش دلیری ٹھنڈا نہ پڑ جائے اور تمہیں یہ تمیز نہ آجائے کہ تمہارا فرض کیا ہے۔ اس وقت تک میرے سپاہی نگرانی کریں گے .... اس لیے جاؤ میں نے کہہ دیا یہ میرا حکم ہے، جاؤ اور حکم بجا لاؤ۔

وانا۔ گائڈو یقیناً مجھے یہ تمہیں بتلانے کی ضرورت نہیں ......

گائڈو۔ وہ میرے حکم کی تعمیل نہیں کرتے، یہاں میرا حکم بجانے والا کوئی نہیں۔ بورسو اور ٹرلو کیا تمہارے ہاتھ پتھر کے بن گئے ہیں۔ کیا میری آواز تم تک نہیں پہنچ پاتی۔ تم لوگ جو وہاں کھڑے ہو اور تم جو کھڑے سن رہے ہو کیا مری آواز نہیں سن پاتے۔ میں ان سے چیخ چیخ کر کہہ رہا ہوں مگر وہ ذرا سی جنبش نہیں کرتے .... میں کہتا ہوں اسے لے جاؤ۔ لے جاؤ لے جاؤ ...... آہ میں سمجھا کہ یہ کیا بات ہے۔ وہ سہمے ہوئے ہیں۔ وہ زندہ رہنا چاہتے ہیں۔ صرف زندگی کی انھیں فکر ہے۔ ان کو زندہ رکھنے کے لیے مجھے مرنا ہوگا۔ مگر میں۔ یوں نہیں مروں گا۔ نہیں نہیں، یوں مرنے سے کیا حاصل ہے۔ یہاں میں اکیلا ہوں اور دوسری طرف یہ کثیر مجمع ہے۔ اور قربانی مجھی کو دینی ہے۔ مگر میں ہی اکیلا یہ قربانی کیوں دوں تم سب

کی بھی تو بیویاں ہیں (اپنی تلوار میان سے آدھی کھینچ کر وانا کے قریب آتا ہے) اگر میں بے عزتی پر موت کو ترجیح دوں۔ تب شاید یہ خیال تمہارے ذہن میں آیا ہی نہیں ہو گا۔ مگر دیکھو میرا ہاتھ اٹھا .. تمہاری گردن غائب ہوئی۔

وانا۔ گائڈو اگر تمہاری محبت اجازت دے تو شوق سے گردن اڑا دو۔

گائڈو۔ اگر تمہاری محبت اس کی اجازت دے۔ ہاں کیوں نہیں۔ تم خوب محبت کی باتیں کرو۔ تم جس نے کبھی یہ جانا ہی نہیں کہ اس کے کیا معنی ہیں تم جس کے دل میں محبت کا کبھی گزر تک نہیں ہوا۔ تم تمہیں میں دیکھتا ہوں تو مجھے ایک صحرائے خشک نظر آتا ہے۔ ایسا صحرا جو سب کچھ پھونک چکا ہے۔ جس میں ہر چیز جھلسی ہوئی اور بے جان ہے۔ جہاں آنسو بھی نہیں۔ ایک آنسو بھی نہیں۔ میں کیا تھا۔ میں تمہارے لیے کیا تھا۔ محض ایک ایسا شخص تھا کہ جس کے بازو تمہیں پناہ دیتے تھے اور بس .... اگر ایک لمحے کے لیے بھی تمہیں ....

وانا۔ گائڈو! مجھے دیکھو صرف ایک نظر دیکھو۔ کیا تمہیں نظر نہیں آتا۔ میں تم سے کیا کہوں گائڈو! جو کچھ دل پر بیت رہی ہے اس کے بیان کے لیے الفاظ کہاں سے لاؤں۔ ایک لفظ بھی نکالا تو میری طاقت سلب ہو جائے گی۔ نہیں نہیں میں بیان نہیں کر سکتی۔ میں تم سے محبت کرتی ہوں۔ جو کچھ میرا ہے وہ تمہارا دیا ہوا ہے .... تاہم میں جاؤں گی۔ میرا جانا ضروری اور لازمی ہے ....

گائڈو۔ (اس کو اپنے پاس سے ڈھکیل کر) اچھا جاؤ جاؤ اس کے پاس چلی جاؤ۔ میں تمہیں چھوڑتا ہوں جاؤ اب سے تم میری نہیں رہیں۔

وانا۔ (اس کا ہاتھ پکڑ کر) گائڈو ....

گائڈو۔ (اسے ڈھکیل کر) آہ ان گرم ملائم ہاتھوں سے مجھے مت پکڑو .... والد صاحب

کہتے تھے۔ وہ تم کو مجھ سے زیادہ پہچانتے تھے .... لیجیے قبلہ یہ یہاں موجود ہیں آپ ہی
اس فتنے کے بھڑکانے والے ہیں۔ اب آپ اسے انجام تک پہنچا کر دکھائیے ....
ان کو اس آدمی کے ڈیرے تک پہنچا دیجیے میں یہیں ٹھہروں گا اور یہیں سے آپ دونوں کو ساتھ
جاتے ہوئے دیکھوں گا .... مگر یہ نہ سمجھیے گا کہ جو گوشت روٹی ان کے طفیل میں ملے
گی اس میں حصہ بانٹنا چاہتا ہوں۔ میرے لیے بس ایک چیز باقی رہ گئی ہے، اور اس کا پتا
آپ کو بہت جلد چل جائے گا ....

دانا۔ (اسے جھٹک کر) گاڈو میری طرف دیکھو۔ اپنی آنکھیں نہ پھیرو۔ یہ ناقابل برداشت ہے گاڈو
مجھ سے ذرا آنکھیں ملاؤ ....

گاڈو۔ لو ملاؤ اور میری آنکھوں کا پیام سمجھو .... جاؤ میں اب تمھیں نہیں پہچانتا۔ وقت
گزرا جا رہا ہے وہ تمہارا انتظار کرتا ہوگا۔ رات ہوتی جاتی ہے۔ جاؤ تمہیں ڈر کس بات کا ہے۔
میں خودکشی نہیں کروں گا۔ میں پاگل نہیں ہوں۔ عشق کے قدم تو اس وقت ڈگمگاتے ہیں
جب محبت انسان کو مغلوب کر لیتی ہے نہ کہ اس وقت جب قصہ محبت خاک میں مل جائے
...... میری نظریں محبت کی گہرائیوں کا جائزہ لے سکیں۔ ہاں محبت اور وفاداری کی
گہرائیوں کا .... مجھے اور کچھ نہیں کہنا۔ نہیں نہیں۔ اپنی انگلیوں کی گرفت
کو ڈھیلا کرو۔ یہ انگلیاں ایسی نہیں جو مٹتی ہوئی محبت کو برقرار رکھ سکیں ....
سب کچھ ختم اور قصہ تمام شد۔ ماضی کا نشان تک نہ رہا۔ ماضی بھنور میں غرق ہوا اور مستقبل بھی
...... ہائے وہ گورے پاکیزہ انگلیاں وہ باوقار آنکھیں وہ ہونٹ۔ ایک
وقت تھا جب میں سمجھتا تھا .... اب کچھ باقی نہیں۔ (دانا کے ہاتھ جھٹک کر)
کچھ نہیں۔ کچھ نہیں۔ کچھ نہیں۔ الوداع دانا جاؤ خدا حافظ .... کیا وہاں چلیں۔

دانا۔ ہاں ....

گانڈو۔ تم واپس نہیں آؤ گی؟

دانا۔ نہیں میں واپس آؤں گی ....

گانڈو۔ یہ تو ہمیں دیکھنا ہے۔ دیکھا جائے گا۔ کون کہہ سکتا تھا کہ میرے باپ اسے مجھ سے زیادہ اچھی طرح پہچانتے ہیں (اس کے پاؤں ڈگمگاتے ہیں اور وہ ایک ستون کو پکڑ لیتا ہے۔ دانا آہستہ آہستہ اکیلی باہر جاتی ہے اور جاتے وقت اس پر ایک نظر بھی نہیں ڈالتی۔)

دوسرا ایکٹ

(پرنزوال کا ڈیرا)

شاندار بے ترتیبی۔ ریشمیں اور سنہرے پردے۔ ہتھیار اور بیش بہا پوستین چاروں طرف بکھرے پڑے ہیں۔ آدھے کھلے ہوے بڑے بڑے صندوق سے جواہرات اور دمکتا ہوا سامان نظر آرہا ہے۔ خیمے میں پیچھے کی طرف اندر آنے کا دروازہ ہے اس پر ایک بھاری پردہ پڑا ہوا ہے جس میں ہو کر داخل ہوتے ہیں۔ پرنزوال ایک میز کے پاس کھڑے ہو کر ہتھیاروں، نقشوں اور کاغذات کو ترتیب دے رہا ہے وِیڈیو اندر داخل ہوتا ہے۔

وِیڈیو۔ یہ جمہور کے کمشنر کا خط ہے۔

پرنزوال۔ کیا ٹرولیز یو کا خط لائے ہو؟

وِیڈیو۔ جی۔ دوسرا کمشنر مالا دورا ابھی لوٹ کر نہیں آیا ہے۔

پرنزوال۔ دِنس کی فوج جو کاس نائن کی طرف سے فلارنس پر حملہ آور ہو رہی تھی شاید ایسا مقابلہ کر رہی ہے جو خلاف توقع تھا مجھے خط دو (وہ خط لے کر پڑھتا ہے) اس نے مجھے باضابطہ حکم دیا ہے کہ صبح ہی صبح ضرور حملہ کر دیا جائے ورنہ مجھے فوراً گرفتار کر لیا جائے گا۔۔۔ ٹھیک ہے۔ کم از کم رات تو میری ہے۔ فوراً گرفتاری کی دھمکی۔ آہ وہ کیا جانتے ہیں۔ کیا وہ واقعی سمجھتے ہیں کہ ایسے فرسودہ اور پامال الفاظ اس آدمی کو خائف کر سکتے ہیں جس کو اپنی

زندگی کی انمول گھڑی کا انتظار ہے........ دھمکیاں، گرفتاری، ملامت مقدمہ
ان سب چیزوں میں کیا دھرا ہے۔ اگر ان میں اس کی اہلیت اور ہمت ہوتی تو بہت پہلے
انھوں نے مجھے گرفتار کر لیا ہوتا۔

وڈیو۔ ٹرولزیو نے خط دیتے وقت مجھ سے کہا تھا کہ وہ میرے بعد آئے گا۔ وہ آپ سے بات
چیت کرنا چاہتا ہے۔

پرنزوال۔ آہ۔ آخر کار اس نے فیصلہ کر لیا ہے۔ ہماری باہمی ملاقات سے بہت سی چیزوں
کا فیصلہ ہو جائے گا۔ اور یہ دبلا پتلا، پستہ قد، خط لکھنے والا، جو یہاں فلارنس کی مخفی طاقت
کا نمائندہ ہے، میری نظر سے نظر ملانے کی جرات نہیں کر سکتا۔ یہ کمبخت زرد رنگ بونا، جو
موت سے زیادہ مجھ سے نفرت کرتا ہے، میرے ساتھ ایک۔ ایسا گھنٹہ کاٹے گا کہ جو اس کے
خواب و خیال سے بھی باہر ہوگا........ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسے بہت سنگین
احکامات ملے ہوں گے، ورنہ وہ کیوں ایک خونخوار جانور کو اسی کے غار میں آکر چھیڑنے
کی جرات کرتا۔ میرے خیمے پر کس کا پہرا ہے۔

وڈیو۔ آپ کے گلیشی ٹکڑے کے دو پرانے سپاہی۔ میرا خیال ہے کہ ایک ہرنندو ہے اور دوسرا
ڈیگو۔

پرنزوال۔ ٹھیک۔ اگر میں ان سے یہ کہوں کہ بہت سے مقدس ولیوں کو زنجیر پہنا دیں تب
بھی یہ دونوں میرے حکم کی تعمیل کریں گے........ اندھیرا بڑھ رہا ہے چراغ
جلاؤ۔ کیا وقت ہے؟

وڈیو۔ ۹ بج چکے ہیں۔

پرنزوال۔ کیا ارکو کلونا ابھی واپس نہیں آیا۔

وڈیو۔ جیسے ہی وہ آئے گا کھائی پر پہرا دینے والے اسے آپ کی خدمت میں لے آئیں گے۔

پرزوال۔ اگر وہ میری تجویز نہ مانتے تو وہ کبھی کا واپس آگیا ہوتا۔ یہ لمحہ میرے لیے فیصلہ کن ہے، اور میری ساری زندگی پر اس طرح محیط ہے جیسے قیدیوں کے دل و دماغ پر وہ بڑے جہاز جن کے خواب قیدی چاروں سمت کے اندھیرے میں دیکھتے ہیں طاری ہوتے ہیں جو اپنے بادبان اڑاتے ہوئے آئیں اور ان کی نجات کا باعث ہوں ...... کیا عجیب بات ہے کہ آدمی اپنا مقدر، اپنا دماغ، اپنی روح، اپنی خوشی، اپنا غم سب کچھ عورت کے عشق ایسی نامعتبر چیز کے سپرد کر دیتا ہے۔ میں خود مضحکہ اڑا کر اس پر ہنستا۔ مگر یہ تو میری ہنسی پر بھی غالب آگئی ہے۔ مگر مارکو ابھی نہیں آیا ہے........

اس کا مطلب ہے کہ وہ آئے گی۔ جاؤ تم اس روشنی کو ڈھونڈو کہ جو اس کی رضامندی کی نشانی کے طور پر جلائی گئی ہو۔ جاؤ دیکھو وہ روشنی وہاں ہے کہ نہیں کہ جو اس عورت کے کانپتے ہوئے قدموں کا اعلان کرتی ہے۔ جو دوسروں کو زندہ رکھنے کے لیے اپنے آپ کو قربان کر رہی ہے، اور جو اپنے ہم وطنوں کے ساتھ میرے لیے باعث نجات ہوگی......

نہیں نہیں، ٹھہرو، میں خود ہی جاؤں گا۔ اپنے لڑکپن سے میں اس لمحہ کا منتظر رہا ہوں۔ منتظر ہی نہیں مضطرب بھی رہا ہوں۔ کوئی اور آنکھیں، چاہے وہ کسی دوست ہی کی کیوں نہ ہوں، مجھ سے پہلے اس کا استقبال نہیں کر سکتیں........ (وہ خیمے کے دروازے پر جاتا ہے۔ پردے کو اٹھاتا ہے اور رات کی طرف دیکھتا ہے) دیکھو ویڈیو روشنی کی طرف دیکھو اندھیرے کو کس طرح چیرتی چلی آتی ہے۔ شہر اسی ایک روشنی سے روشن معلوم ہو رہا ہے........

.... پیزا کے افق پر آج تک ایسا حسین پھول کبھی نمودار نہیں ہوا۔ آہ میرے دلیر ساکنانِ پیزا۔ پیزا نے کبھی اتنے دن انتظار نہیں کیا۔ آج رات کو تم ایسا جشن مناؤ گے کہ جس کی یاد دنوں تک تمھاری تاریخ میں قائم رہے گی، اور میں اس خوشی سے بھی زیادہ پاک خوشی دیکھوں گا جو مجھے خود اپنے شہر کی حفاظت کرنے پر نصیب ہوگی۔

ویڈیو ۔ (اس کے بازو کو چھوتے ہوئے) ہمیں خیمے کو واپس ہونا چاہیے۔ ٹرولزیو سامنے سے آرہا ہے۔

پرنزوال ۔ (واپس آکر اور پردہ ڈال کر) ہاں درست ہے ہمیں پھر بھی چاہیے......... ملاقات بہت سرسری ہوگی......... (وہ میز پر جاتا ہے اور اس پر جو کاغذات ہیں انھیں چھوتا ہے) اس کے تینوں خط تمہارے پاس ہیں یا نہیں؟

ویڈیو ۔ صرف دو ہی ہیں۔

پرنزوال ۔ کیا وہی دونوں خط ہیں جو میں نے پکڑے ہیں اور وہ حکم جو آج شام کو آیا ہے.....

ویڈیو ۔ دو پہلے خط یہاں ہیں۔ اور تیسرا آپ کے ہاتھ میں ہے۔ اور آپ اسے ہاتھ سے مسل رہے ہیں

پرنزوال ۔ وہ آرہا ہے......... (سنتری پردے کو اٹھاتا ہے اور ٹرولزیو اندر داخل ہوتا ہے)

ٹرولزیو ۔ کیا تم نے اس عجیب وغریب روشنی کو دیکھا ہے کہ جو معلوم ہوتا ہے کہ کمپنل کی طرف سے اشارے کر رہی ہے۔

پرنزوال ۔ کیا آپ کے خیال میں وہ سگنل ہیں۔

ٹرولزیو ۔ مجھے کوئی بھی شک نہیں، پرنزوال میرے لیے تم سے بات کرنا ضروری ہے۔

پرنزوال ۔ فرمائیے! ویڈیو ذرا دیر کو چلے جاؤ۔ مگر دور نہ جانا۔ مجھے تمہاری ضرورت ہوگی۔

ٹرولزیو ۔ تم جانتے ہو پرنزوال میرے دل میں تمہاری وقعت ہے اور میں اس بات کا ثبوت ایک دفعہ سے زیادہ دے چکا ہوں۔ مگر اس کے علاوہ بہت کچھ واقعات ایسے ہیں جن سے تم بے خبر ہو۔ کیوں کہ فلارنس کی پالیسی کا، جس کو لوگ دغابازی کہتے ہیں، مگر جو دراصل دانش مندی پر مبنی ہے، تقاضا ہے کہ ان لوگوں سے بھی کہ جن پر وہ اپنے خاص خاص رازوں کو ظاہر کرنے میں دریغ نہیں کرتا بہت سی باتیں پوشیدہ رکھی جائیں۔ ہم سب اس کے پراسرار احکامات کی تعمیل کرتے ہیں۔ ہم میں سے ہر اک کا فرض ہے کہ استقلال اور حوصلہ مندی سے اس کے رازوں کا بار اٹھائیں، جو اس کی زبردست

فراست و ذہانت کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ میں اس وقت بس اتنا ہی کہوں گا کہ، باوجود اس کے کہ تم جوان ہو، اور تمہاری نسل لاطینی ہے، تم کو اس فوج کا سپہ سالار منتخب کرانے میں، جس سے زیادہ شاندار فوج جمہوریہ کی طرف سے میدان کارزار میں کبھی نہیں آئی، میرا حصہ تھا۔ یہ درست ہے کہ تم نے اس انتخاب پر داغ نہیں آنے دیا، اور افسوس کا کوئی موقع نہیں دیا۔ لیکن اب عرصہ سے تمہارے خلاف ایک جماعت بڑھتی نظر آرہی ہے۔ مجھے گمان ہوتا ہے کہ شاید اس راز کا تم پر کھول دینا میرے سرکاری فرض کے خلاف ہے، مگر بعض مواقع ایسے آجاتے ہیں جن میں فرض کی انجام دہی ناعاقبت اندیشانہ فیاضی سے زیادہ مضر ثابت ہوتی ہے۔ اس لیے میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ تمہارے دشمن نہایت شدت سے تمہارے اوپر تذبذب، تلون، اور کاہلی کے الزامات لگا رہے ہیں۔ بعض تمہارے مخالفین تو اس سے آگے بڑھ گئے ہیں۔ اور وہ تمہاری وفاداری مشتبہ بتاتے ہیں۔ ان الزامات کے ثبوت میں ایسے واقعات گڑھ لیے گئے کہ جن سے وہ قابل یقین نظر آتے ہیں۔ اسمبلی کے اس طبقے پر کہ جس نے ہمیشہ تمہیں مخالفانہ نظر سے دیکھا ہے، ان سب باتوں کا نہایت مضر اثر پڑا ہے۔ حتیٰ کہ تم کو گرفتار کرنے اور مقدمہ چلانے کی گفتگو ان میں ہوئی ہے۔ خوش قسمتی سے مجھے بروقت اطلاع مل گئی۔ میں فوراً ہی فلارنس پہنچا اور با آسانی ایک شہادت کی دوسری شہادت سے تردید کرنے میں کامیاب ہوا۔ میں نے تمہاری ضمانت لی۔ بس اب تم پر فرض ہے کہ میرے اس اعتماد کو جس میں کبھی ایک لمحے کے لیے فرق نہیں آیا، تم حق بجانب ثابت کر دو۔ کیونکہ اگر تم اس کا عملی ثبوت نہ دو گے تو ہم کہیں کے نہ رہ جائیں گے۔ وینس کی نوجوں نے میرے رفیق کارمالا دورا کو بینا کے مقام پر الجھا رکھا ہے شمال سے فلارنس پر دوسری فوج آگے بڑھ رہی ہے۔ شہر خطرے میں ہے۔ اگر تم کل صبح حملہ کر دو گے جس کے ہم اتنے دن سے منتظر ہیں، تو اب بھی صورت حال ٹھیک ہو جائے گی۔ اس

حملہ کے بعد ہماری بہترین فوج اور وہ سپہ سالار جس کے ہاتھ سے فتح کبھی نہیں گئی بلاد واپس ہونے کے لیے دستیاب ہو جائے گا۔ اور ہم فتح یا کر شان و شوکت اور فخر کے ساتھ فلارنس واپس پہنچیں گے اور اس طرح تمہارے کل کے دشمن تمہارے پر جوش اور عقیدت مند مداحوں میں تبدیل ہو جائیں گے۔

پرزدال۔ بس تمہیں مجھ سے اتنا ہی کہنا ہے؟

ٹرولزیو۔ ہاں کم و بیش یہی کہنا تھا۔ حالانکہ میں نے اس نہایت سچی محبت کا جو مجھے تمہارے ساتھ ہے اور جو ملنے جلنے سے روزانہ بڑھتی جاتی ہے کوئی ذکر نہیں کیا۔ یہ صورت ان قانونی دشواریوں کے باوجود ہے جن کے ماتحت بھی کام کرنا پڑتا ہے، یہ ایسے قوانین ہیں جو بظاہر متضاد معلوم ہوتے ہیں، اور جن کی رو سے یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ سپہ سالار کے اختیارات کا فلارنس کی پراسرار طاقت سے جس کا میں ایک ناچیز نمایندہ ہوں، توازن کیا جائے۔

پرزدال۔ کیا یہ حکم جو مجھے ابھی ملا ہے آپنے تحریر کیا تھا؟

ٹرولزیو۔ ہاں۔

پرزدال۔ آپنے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا؟

ٹرولزیو۔ بے شک۔ یہ کیوں پوچھتے ہو؟

پرزدال۔ یہ دو خط دیکھیے۔ آپ ان کو پہچانتے ہیں۔

ٹرولزیو۔ شاید یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا...... ان کا مضمون کیا ہے؟

پرزدال۔ آپ کے جاننے کی کوئی ضرورت نہیں۔ میں جانتا ہوں۔

ٹرولزیو۔ کیا یہ وہ دو خط ہیں کہ جن کو میری توقع کے مطابق تم نے پکڑا تھا معلوم ہوا کہ جو امتحان میں نے لیا وہ مناسب تھا۔

پر نزوال۔ تمہیں کسی بچے سے واسطہ نہیں پڑا ہے، ہم کو ایسی خفیف چالوں پر بھروسا نہ کرنا چاہیے اور ایسی ملاقات کو بھی طول نہیں دینا چاہیے کہ جس کو ختم کرنے کی مجھے بے صبری ہو رہی ہے اور جو میرے اس انعام کے حصول میں حائل ہے کہ جس کی برابری کوئی بھی فتح مندی فلارنس میں نہیں کر سکتی.........................

ان خطوں میں تم نے میرے ہر فعل کو نہایت کمینہ پن اور انتہائی جھوٹ سے برا بتایا ہے. کیا تم محض ایسا کہنے کی وجہ سے یا فلارنس کی پر فریب حرص کو اس بات کا مناسب ثبوت فراہم کرنا چاہتے تھے کہ وہ ایک ظفریاب غیر ملکی سپہ سالار کے ساتھ اس کی شان کے خلاف رکیک برتاؤ کر سکے......ان خطوں میں اس شیطنت و عیاری سے واقعات مسخ کرکے پیش کیے گئے ہیں کہ بعض اوقات مجھے اپنے بے قصور ہونے میں شبہ ہونے لگتا ہے. میرے ہر کام کی شکل کو بگاڑا اور برباد کیا گیا ہے۔ اور اسے کم وزن بنایا اور اس کی آب و تاب مٹا کر بیان کیا گیا ہے۔ اور یہ سب برابر محاصرے کے پہلے ہفتہ سے اس وقت تک کیا گیا ہے کہ جب تک میری آنکھیں کھلیں اور میں نے یہ عزم کر لیا کہ تمہارے شکوک کو سچا کر دکھاؤں. تمہارے خطوط کی احتیاط سے نقلیں کرا کے میں نے ان کو فلارنس بھیج دیا ہے اور ان کے جوابات کو راستے میں پکڑ لیا اور ایسا کرنے سے پتا چلا کہ تمہاری بات مانی گئی، اور یقین کیوں نہ کیا جاتا، جبکہ انھوں نے ان الزامات کا جو تم نے مجھ پر لگائے ہیں مواد فراہم کر دیا تھا، بغیر مجھے سنے اور صفائی پیش کرنے کا موقع دیے ہوئے فیصلہ کر دیا۔ اور مجھے سزائے موت دیدی گئی۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ اگر میں برگزیدہ فرشتوں کی طرح معصوم بھی ہوتا تب بھی میں اس تباہ کن شہادت سے عہدہ برا نہ ہو سکتا جو تم نے فراہم کی ہے۔ اس لیے اب میں پیش قدمی کرتا ہوں، اور تمہاری ذلیل زنجیروں کو توڑتا ہوں، اور جو کچھ مجھے کرنا ہے اس کی ابتدا کرتا ہوں۔ ابھی تک میں نے غداری نہیں کی ہے

مگر جب سے یہ دو خط میرے قبضے میں آئے ہیں تب تمہاری تباہی کی تیاری میں لگا ہوں آج رات میں تمہیں اور تمہارے ذلیل آقاؤں کو کوڑی کے مول بیچ دوں گا۔ سخت سے سخت اور مہلک سے مہلک جو ضرب میں لگا سکتا ہوں لگاؤں گا، اور اس کو میں عمر بھر کا سب سے زیادہ عظیم الشان کارنامہ سمجھوں گا۔ اس طرح میں اس شہر کو نیچا دکھلاؤں گا جس نے فریب کو حسن عمل کا مرتبہ بخشا ہے اور دنیا پہ دروغ گوئی، دغابازی، ریاکاری احسان فراموشی اور پاجی پن سے حکمرانی کرنا چاہتا ہے ....

آج رات کو میری بدولت پیزا جو تمہارا قدیمی دشمن ہے اور جو تمہیں دنیا بھر میں فساد کا جال پھیلانے سے روکتا ہے اور جس کی دیواریں اس وقت کھڑی ہیں تمہارے پنجہ سے بچا لیا جائے گا۔ اور سرکشی کرنے کے لیے وہ پھر اپنا سر اٹھائے گا .... خبردار اپنی جگہ سے نہ اٹھو اور اپنے ہاتھوں کو فضول حرکت نہ دو .... میں اپنے سب انتظامات مکمل کر چکا ہوں۔ اور یہ انتظامات ناگزیر تھے۔ تم میرے قبضے میں ہو اسی طرح معلوم ہوتا ہے کہ فلارنس کی تقدیر بھی میرے قبضہ میں ہے ....

(ٹرولزیو اپنا خنجر کھینچتا ہے اور تیزی کے ساتھ پرنزوال پر وار کرتا ہے)

ٹرولزیو۔ ابھی نہیں .... جب تک میرے ہاتھ آزاد ہیں (پرنزوال اپنے ہاتھ پر وار کو روکتے ہوئے خنجر کو جو اس کے چہرے پر پڑتا ہے اوپر کی طرف ہٹا دیتا ہے۔ وہ ٹرولزیو کی کلائی پکڑ لیتا ہے)

پرنزوال۔ میں تمہارے اس دہشت زدہ و مجنونانہ وار کے لیے تیار نہیں تھا ...... اب تم میری گرفت میں ہو۔ چاہوں تو میں تمہیں ایک ہاتھ سے کچل دوں ...... بس اس خنجر کو نیچے کرنے کی ضرورت ہے۔ ابھی سے اسے تمہارے حلق کی تلاش معلوم ہوتی ہے یہ کیا ہے! تم بالکل چپ چاپ ہو۔ کیا تم خوف زدہ ہو؟

ٹرولزیو۔ (سرد مہری سے) خنجر سے کام لو تمہیں یہ اختیار حاصل ہے۔ میں جانتا تھا کہ میں جان

کی بازی ہار چکا ہوں۔

پرنزوال۔ (اپنی گرفت ذرا ڈھیلی کرتے) آہ واقعی جو کچھ تم نے کیا وہ بہت تعجب انگیز چیز ہے اور بہت غیر معمولی ہے .... ایسے سپاہی کم ہوں گے جو ایسی آسانی سے موت کے ہاتھ میں ہاتھ دے دیں۔ میں یہ نہیں سمجھتا تھا کہ ایسے کمزور جسم میں ....

ٹرولزیو۔ تم تلوار کے دھنی لوگ تو بس یہی جانتے ہو کہ دلیری صرف تلوار کی نوک میں ہے۔ اس سے الگ ہو کر نہیں رہ سکتی۔

پرنزوال۔ شاید تمہارا کہنا صحیح ہے .... اچھا خیر ...... گو تم آزاد نہیں ہو مگر تمہارا بال بیکا نہ ہوگا۔ تم اور میں الگ الگ دیوتاؤں کے پجاری ہیں (وہ اپنے چہرے کا خون پونچھتا ہے) آہ وار بڑی ہوشیاری سے کیا تھا شاید ذرا جلدی کی گئی۔ پھر بھی بھرپور تھا۔ ذرا سی کسر رہ گئی .... خیر یہ بتاؤ کہ اگر تمہارے قبضہ میں وہ شخص ہو جس نے تمہیں ہلاک کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی ہو تو اس کے ساتھ تم کس طرح پیش آؤ گے۔

ٹرولزیو۔ میں اسے نہ بخشوں گا۔

پرنزوال۔ میں تمہاری بات نہیں سمجھا .... تم عجیب انسان ہو۔ یہ مانو کہ ایسے خط لکھنا ایک ذلیل حرکت ہے۔ میں نے تین بڑی لڑائیوں میں فلارنس کے لیے اپنا خون بہایا ہے۔ میں نے کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ کوئی کوتاہی نہ کی مگر میری عرق ریزی کا فائدہ صرف تم نے اٹھایا۔ میں نے جمہوریت کی وفادارانہ خدمت کی ہے۔ اور کبھی میرے دل میں بے وفائی کا خیال نہ آیا .... تم یہ جانتے ہو گے۔ کیونکہ تم ہمیشہ جاسوسی کرتے رہتے تھے .... اپنے خطوں میں تم نے اپنی خصوصیت اور نفرت کے باعث میرے ہر فعل کی صورت بگاڑ کر پیش کی ہے۔ میں ہمیشہ محض فلارنس کی فلاح کا خیال رکھتا تھا۔ مگر تم مجھ پر تہمت پر تہمت لگاتے گئے اور جھوٹ پر جھوٹ بولتے گئے ......

ٹرولزیو۔ واقعات کے بارے میں ضرور مغالطہ سے کام لیا ہے مگر میرے نزدیک یہ کوئی چیز نہیں۔ گو آقا کے مقاصد کہیں زیادہ بالاتر ہوتے ہیں، میرا یہ فرض تھا کہ دو تین لڑائیاں جیتنے کے بعد جب ایک سپاہی فتح مندی کے نشے میں آپے میں نہ رہ کے اپنے آپ کو بھول جاتا ہے، اور اپنے آقا کی حکم عدولی پر آمادہ ہو جاتا ہے تو اسے ایسا کرنے سے روکوں۔ جیسا کہ اس وقت نے ثابت کر دیا تم غداری کے لیے بالکل تیار تھے۔ اہلِ فلارنس کی عقیدت مندی تم سے ایک حد سے زیادہ بڑھ گئی تھی اور ایک بت کی طرح تمہاری پرستش کی جا رہی تھی۔ ان کے بتوں کا توڑنا ہمارا کام تھا۔ بت شکنی کے وقت وہ اظہار ناراضی ضرور کرتے ہیں۔ مگر انھوں نے اس لیے ہمارے اوپر ذمہ داریاں رکھی ہیں کہ ہم ان کی خطرناک تلون مزاجی کا مقابلہ کرتے رہیں۔ میری رائے میں یہ وقت آگیا تھا کہ ان کے مخصوص بت توڑنے کا اہتمام کیا جائے۔ میں نے فلارنس کو آگاہ کیا اور اس نے میری دروغ گوئی کی اصلیت کو سمجھ لیا۔

پرنزوال۔ وقت نہیں آیا تھا، اور اگر تم نے یہ شرمناک خط نہ لکھے ہوتے تو کبھی نہیں آسکتا تھا.........

ٹرولزیو۔ آنے کے لیے وقت آ تو سکتا تھا اور یہ کافی تھا۔

پرنزوال۔ کیا محض ایک امکان پر ایک بے گناہ آدمی کو قربان کیا جا سکتا ہے، اور کیا ایسے خطرے کی پیش قدمی کے لیے جو کبھی نہ پیش آئے، اسے بھینٹ چڑھانا جائز ہو سکتا ہے۔

ٹرولزیو۔ فلارنس کی سلامتی کے لیے تنہا ایک فرد کی جان کیا چیز ہے!

پرنزوال۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ تم فلارنس کے مستقبل اور نصب العین پر پورا اعتماد رکھتے ہو اور اس کے وجود پر ایمان لائے ہو۔ اگر ایسی بات ہے تو فلارنس کوئی ایسی چیز ہو گی جسے سمجھنے سے میں معذور رہوں۔

رولزیو۔ ہاں میرا ایمان صرف فلارنس پر ہے، باقی میرے لیے کچھ نہیں۔

پرنزوال۔ ممکن ہے ایسا ہی ہو۔ اور چونکہ تم ایمان لا چکے ہو تم حق بجانب ہو۔ میرا کوئی وطن نہیں اس لیے میری اس معاملے میں کوئی رائے نہیں ہو سکتی .... بعض اوقات مجھے افسوس ہوتا ہے کہ میرا کوئی وطن نہیں، مگر میں ایک ایسی عزت رکھتا ہوں کہ جو تمہیں کبھی میسر نہ ہوگی، اور نہ کبھی کسی اور کو اتنی ملی ہے جتنی مجھے ...... یہ ہر کمی کی تلافی کر دیتی ہے ...... جاؤ، اب ہمیں رخصت ہونا چاہیے ان نعموں کے حل کرنے کی بھی فرصت کہاں .... ہم اپنے نظریوں میں ایک دوسرے سے بہت فاصلے پر ہیں مگر کچھ ایسے مقامات بھی ہیں کہ جہاں ایک دوسرے کے قریب آجاتے ہیں ...... ہر آدمی ایک مقدر لے کر آتا ہے۔ کچھ لوگ اسی نظریہ کے پابند ہو جاتے ہیں اور کچھ لوگ اس خواہش کے غلام بن جاتے ہیں۔ تمہارے لیے اپنے نظریے کو بدلنا اتنا ہی مشکل ہوگا جتنا میرے لیے اپنی خواہش کو چھوڑنا۔ خیر باد ٹرولزیو! ہمارے راستے اب الگ الگ ہوتے ہیں۔ لاؤ مجھے اپنا ہاتھ دو۔

رولزیو۔ ابھی نہیں۔ جس دن تم اپنی سزا کو پہنچو گے اس دن ہاتھ ملاؤں گا۔

پرنزوال۔ ایسا ہی سہی۔ آج تمہاری ہار ہوئی ہے۔ کل تم شاید جیتو۔ (وہ ویڈیو کو آواز دیتا ہے۔ ویڈیو اندر آتا ہے)

ویڈیو۔ میرے آقا کیا آپ زخمی ہو گئے ہیں؟ خون بہہ رہا ہے۔

پرنزوال۔ کوئی بات نہیں۔ دونوں سنتریوں کو بلاؤ۔ وہ اس آدمی کو لے جائیں مگر دیکھنا کہ وہ اس کو نقصان نہ پہنچائیں۔ وہ میرا دشمن ہے مگر عزیز ہے۔ وہ اس کو ایسی محفوظ جگہ پہنچائیں جہاں کوئی نہ دیکھ سکے۔ وہ اس کے ذمہ دار ہیں، اور صرف میرے حکم پر چھوڑ دیں گے (ویڈیو پرنزوال کو آگے پہنچاتا ہے ایک آئینہ کے سامنے کھڑا ہو جاتا ہے۔

اور اپنے زخم کو دیکھتا ہے)۔

پرنزوال ۔ زخم گہرا نہیں ہے مگر اس کا نشان پڑ گیا ہے ...... کون سمجھ سکتا تھا کمزور اور لاغر آدمی ...... (ویڈیو واپس آتا ہے) میرا حکم بجا لائے۔

ویڈیو ۔ جی ہاں ۔ بجا تو لایا مگر یہ حکم باعث بربادی ہوگا ......

پرنزوال ۔ بربادی کاش کہ مرتے دم تک ہر دن میں یوں ہی تباہ ہوتا رہوں گا ......

بربادی، ویڈیو کبھی کسی کو دنیا میں جائز انتقام لے کر ایسی مسرت نہ ہوئی ہوگی ۔ یہ ایسی مسرت ہے جس کا انسان اس دن سے خواب دیکھتا ہے جب سے اسے خواب دیکھنا آیا۔ میں اس کا منتظر ہوں، اور اس کے لیے دعائیں مانگی ہیں ۔ کوئی ایسا جرم نہیں کہ جو اس خوش نصیبی حاصل کرنے کے لیے میں نہ کر گزرتا، کیونکہ یہ مسرت میرے حصے کی تھی، اور میرے مقدر میں لکھی گئی تھی، اور اسے پانا میرے لیے ضروری تھا ۔ اب جبکہ انصاف اور رحم سے متاثر ہو کر میرا ستارا اس مسرت کو اپنی نقرئی کرنوں پر پیش کر رہا ہے تم بربادی کا ذکر کرتے ہو ...... بے چارے وہ لوگ جن کے دل سرد پڑ گئے ہیں، وہ لوگ جو محبت سے ناواقف ہیں، کیا تم نہیں جانتے کہ اس وقت آسمان پر میری تقدیر تولی جا رہی ہے، اور سو عاشقوں کے حصے کا عشق مجھے بخشا جا رہا ہے ۔ اور سو قسم کی مسرتیں مجھے دی جا رہی ہیں ...... آہ میں اس بات کو جانتا ہوں ...... ہاں میں جانتا ہوں ۔ میرے لیے وہ ساعت آ پہنچی ہے جس میں وہ لوگ جو کسی بڑی تباہی یا کامرانی کے لیے منتخب کر لیے جاتے ہیں اپنے آپ کو زندگی کی سب سے بڑی چوٹی پر پاتے ہیں ۔ اور جب ہر چیز ان کی تابع فرمان ہوتی ہے، اور جس سانچے میں وہ ڈھالنا چاہتے ہیں ڈھل جاتی ہے، اور سب باتوں کی کوئی حقیقت نہیں رہتی اور مستقبل کی اسے کوئی پرواہ نہیں رہتی ...... انسان کے لیے اس

وجد آفریں کیفیت کا متحمل ہونا آسان نہیں ہوتا۔ اور جس پر یہ کیفیت طاری ہوتی ہے اسے کچل کر رکھ دیتی ہے۔۔۔۔۔۔

ویڈیو۔ (اس کی طرف ایک پٹی لے کر جاتا ہے) خون ابھی تک جاری ہے۔ اپنے چہرے پر پٹی باندھ دیجئے۔

پرنزوال۔ ہاں باندھ دو۔ کیونکہ مجبوری ہے۔۔۔۔۔۔ مگر اس بات کا خیال کرنا کہ پٹی سے میری آنکھیں ڈھک نہ جائیں (وہ آئینے میں دیکھتا ہے) آہ میں اس مریض سے زیادہ مشابہ ہوں کہ جو جراح کے نشتر سے سہما ہوا ہے بہ نسبت اس عاشق کے کہ جو جوش انبساط سے اپنا خیر مقدم کرتا ہے (وہ پٹی کو ہٹاتا ہے) ویڈیو غریب ویڈیو! تم بتاؤ کہ تمہارا کیا ہوگا۔

ویڈیو۔ میرے آقا جہاں آپ جائیں گے آپ کے ساتھ میں بھی جاؤں گا۔

پرنزوال۔ نہیں۔ تمہیں چھوڑ دینا چاہیے۔۔۔۔۔۔۔۔ میں نہیں جانتا میں کہاں جاؤں گا اور میرا کیا ہوگا۔۔۔۔۔۔۔۔ تم نکل بھاگو۔ تمہارا کوئی پیچھا نہیں کرے گا۔ لیکن اگر تم اپنے مالک کے ساتھ گئے۔۔۔۔۔۔۔۔ ان تجوریوں میں سونا ہے، تم لے لو، اب مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ کیا گاڑیاں تیار ہیں اور بھیڑوں کے گلے سب جمع ہو چکے ہیں؟

ویڈیو۔ ہاں خیمے کے سامنے کھڑے ہیں۔

پرنزوال۔ ٹھیک ہے میرا اشارہ پاتے ہی ضروری کارروائی کرنا (دور سے بندوق چلنے کی آواز سنائی دیتی ہے) یہ کیا ہے؟

ویڈیو۔ سرحد کی چوکیوں پر سے یہ گولی چلائی گئی ہے۔

پرنزوال۔ کس نے حکم دیا معلوم ہوتا ہے کہ غلطی ہوئی۔ کہیں وانا پر تو گولی نہیں چلادی۔ تم نے کیا بتا نہیں دیا تھا؟

ویڈیو۔ جی ہاں۔ میں نے بتا دیا تھا۔ یہ ممکن نہیں کہ اس پر گولی چلائی گئی ہو۔ میں نے وہاں کچھ

پہرے والوں کو تعینات کردیا ہے جو اس کے پہنچتے ہی اس کو آپ کے پاس لے آئیں گے۔

پرنزوال۔ جاؤ اور دیکھو۔ (وڈیو باہر جاتا ہے۔ ایک منٹ کے لیے پرنزوال اکیلا رہ جاتا ہے۔ پھر وڈیو لوٹ آتا ہے اور دروازے کا پردہ اٹھاتا ہے اور آہستہ سے آتا کہہ کر واپس ہو جاتا ہے۔ دانا ایک بے آستین کا لمبا چغہ پہنے ہوئے داخل ہوتی ہے اور چوکھٹ پر رک جاتی ہے۔ پرنزوال کانپنے لگتا ہے اور اس کی طرف بڑھتا ہے)

دانا۔ (گھٹی ہوئی آواز میں) آپ کے حکم کے مطابق میں آ گئی ہوں۔

پرنزوال۔ تمہارا ہاتھ خون آلودہ ہے۔ تم زخمی تو نہیں ہوئیں؟

دانا۔ ایک گولی میرے کاندھے کو چھو کر نکل گئی۔

پرنزوال۔ کیا۔ کب۔ بڑا غضب ہوا!

دانا۔ جیسے ہی میں لشکر گاہ کے قریب پہنچی۔

پرنزوال۔ گولی کس نے چلائی تھی؟

دانا۔ میں نہیں جانتی۔ چلانے والا بھاگ گیا۔

پرنزوال۔ تم کو درد تو نہیں ہے؟

دانا۔ نہیں۔

پرنزوال۔ کیا میں زخم کی مرہم پٹی کرا دوں؟

دانا۔ نہیں۔ زخم برائے نام ہے (ایک لمحے کی خاموشی)

پرنزوال۔ تم نے طے کر لیا ہے؟

دانا۔ ہاں۔

پرنزوال۔ کیا اپنی شرائط کی میں یاد دلاؤں۔

دانا۔ کوئی ضرورت نہیں۔

پرنزوال۔ تمہیں افسوس تو نہیں؟

دانا۔ کیا یہ بھی شرط تھی کہ بلا کسی افسوس کے آؤں!

پرنزوال۔ کیا تمہارا شوہر رضامند ہے؟

دانا۔ ہاں۔

پرنزوال۔ اگر تم اپنا فیصلہ بدلنا چاہتی ہو تو اس کے لیے اب بھی وقت ہے۔

دانا۔ نہیں۔

پرنزوال۔ مگر تم ایسا کیوں کر رہی ہو؟

دانا۔ کیونکہ وہاں وہ لوگ بھوک سے مر رہے ہیں اور کل حملہ ہوا تو اور تیزی سے مریں گے۔

پرنزوال۔ کوئی دوسری وجہ تو نہیں؟

دانا۔ اور وجہ ہو ہی کیا سکتی ہے!

پرنزوال۔ میں اس بات کو سمجھ سکتا ہوں کہ ایک عصمت مآب عورت.....

دانا۔ ہاں۔

پرنزوال۔ ایک ایسی عورت جو اپنے شوہر سے محبت رکھتی ہے......

دانا۔ ہاں۔

پرنزوال۔ سچی اور گہری محبت؟

دانا۔ ہاں۔

پرنزوال۔ کیا تم صرف بے آستین کا چغہ پہنے ہو؟

دانا۔ ہاں۔

پرنزوال۔ کیا تم نے خیمے کے سامنے کھڑی ہوئی گاڑیوں اور گلوں کو دیکھا ہے؟

دانا۔ ہاں۔

پرنزوال۔ دو سو گاڑیوں میں ٹسکنی کا بہترین گیہوں لدا ہوا ہے۔ دو سو اور گاڑیاں ہیں جن میں جانوروں کا چارا اور سینا کے پھل اور شراب ہے۔ ان کے علاوہ تیس گاڑیوں میں جرمن کا بارود ہے اور پندرہ چھوٹی گاڑیوں میں سیسہ لدا ہوا ہے۔ ان کے ارد گرد اَپولیا کے چھ سو بیل ہیں اور بارہ سو بھیڑیں ہیں۔ ان سب کو پیزا پہنچنے میں بس تمہارے حکم کی دیر ہے۔ کیا تم ان کی روانگی دیکھنا چاہتی ہو۔

وانا۔ ہاں۔

پرنزوال۔ اچھا تو میرے خیمے کے دروازے پر آؤ (وہ پردہ اٹھاتا ہے اور روانگی کا حکم ایک اشارے کے ساتھ دیتا ہے۔ ایک غیر واضح مگر زبردست حرکت کی آواز سنائی دیتی ہے۔ مشعلیں جلتی ہیں اور ادھر ادھر حرکت کرتی دکھائی دیتی ہیں۔ چابکوں کی آواز اور گاڑیوں کی کھڑکھڑاہٹ سنائی دیتی ہے۔ بھیڑیں ممیاتی اور بیل ڈکراتے ہیں۔ خیمے کے دروازے پر کھڑے ہو کر تھوڑی دیر وانا اور پرنزوال اس بڑے قافلے کی روانگی کا منظر دیکھتے ہیں جو تاروں بھری رات میں مشعلوں کے لپکتے ہوئے شعلوں میں روانہ ہوتا ہے)

پرنزوال۔ تمہاری بدولت آج رات سے پیزا کی فاقہ کشی ختم ہو جائے گی۔ اب پیزا کی شکست غیر ممکن ہے اور کل اسے ایسی کامرانی اور شادمانی نصیب ہو گی کہ جس کی کوئی توقع بھی نہ کر سکتا تھا۔ کیا تم مطمئن ہو؟

وانا۔ ہاں۔

پرنزوال۔ آؤ خیمے کے پردے ڈال دیں۔ تم مجھے اپنا ہاتھ دو۔ ابھی تو گلابی جاڑا ہے مگر رات سرد ہو گی۔ تم کوئی ہتھیار یا زہر تو نہیں چھپائے ہو؟

وانا۔ میں صرف چپل اور چغہ پہنے ہوں۔ اگر آپ کو ڈر ہے تو میری تلاشی لے لیجیے......

پرنزوال۔ میں اپنے لیے نہیں ڈرتا۔ اگر ڈر ہے تو تمہارے لیے۔

وانا۔ میرے لیے اپنے ہم وطنوں کی جانیں سب سے زیادہ عزیز ہیں۔

پرنزوال۔ درست اور بجا۔ جو کچھ تم نے کیا وہ ٹھیک کیا۔ .... آؤ یہاں بیٹھو۔ ....
.... یہ ایک سپاہی کا تخت ہے اس لیے کھردرا اور سخت ہے۔ قبر کی تنگی رکھتا ہے۔ تمہارے
قابل نہیں۔ آؤ ان شیر کی کھالوں پر بیٹھو۔ یہ آج تک عورت کے نازک سے نازک لمس
سے ناآشنا ہیں۔ .... یہ پوستین اپنے پاؤں پر ڈال لو۔ یہ بلاؤ کی کھال ہے جو
فتح یابی پر ایک افریقی بادشاہ نے مجھے دی تھی۔ .... (دانا اپنے چغہ کو خوب سمیٹ
کر بیٹھ جاتی ہے)

پرنزوال۔ لیمپ کی روشنی تمہاری آنکھوں پر پڑ رہی ہے۔ کیا میں اسے ہٹا دوں؟

دانا۔ مجھے اس کی پروا نہیں۔

پرنزوال۔ (تخت کے سامنے جھک کر اور دانا کا ہاتھ پکڑ کر) گائے دانا! (دانا چونک پڑتی ہے اور اس کی
طرف دیکھتی ہے) او دانا! میری دانا!! میں کبھی تمہیں اس نام سے پکارا کرتا تھا۔ اب تمہارا نام لیتے
میں کانپتا ہوں۔ اس عرصہ دراز سے تمہارا نام میرے دل میں جانشیں ہے کہ بغیر اپنے
زنداں کو توڑے رہائی ممکن نہیں ہے۔ ....
....
فی الواقع تمہارے نام ہی کو میں اپنا دل سمجھتا ہوں۔ یہی میرا پورا سرمایہ ہے۔ تمہارے
نام کا ہر حرف میری زندگی ہے۔ جب میں ان حرفوں کو اپنی زبان سے ادا کرتا ہوں، مجھے
محسوس ہوتا ہے کہ میری جان نکلی جا رہی ہے۔ .... میں تمہارے نام سے
واقف تھا، اور سمجھتا تھا کہ تمہارے نام کو جانتا ہوں۔ میں نے تمہارا نام اتنی بار دہرایا
تھا کہ اس کا خوف میرے دل سے جاتا رہا۔ میں یہ نام ہر روز ہر دم لیتا تھا۔ گویا یہ عشق
کا وہ اسم اعظم ہے جسے عاشق اپنی محبوبہ کے روبرو کم از کم ایک بار زبان پر لانے کی تمنا
کرتا ہے ایسی محبوبہ کے روبرو کہ جس کے حاصل کرنے میں ایک عرصہ تک ناکامیاب
رہا۔ میں سمجھتا تھا کہ میرے ہونٹوں نے تمہارا نام لینے کی ایسی مشق کر لی تھی کہ وہ ایسی

نرمی، ایسی عاجزی، ایسے انکسار اور زبردست اشتیاق کے ساتھ ادا کریں گے کہ تم سنتے ہی میری اذیت و محبت کا اندازہ کر لوگی۔ برعکس اس کے آج وہ نام اک دھندلا سا عکس بن کر رہ گیا .... اس میں اب وہ بات نہیں۔ میرے اندیشوں اور غموں نے اس کو مجروح کر دیا اور کچل دیا ہے۔ اب جب وہ نام میری زبان سے نکلتا ہے تو میں خود مشکل سے پہچان پاتا ہوں۔ جو مفہوم و ستائش میں نے اس نام سے وابستہ کیے تھے وہ میرے لیے اب ہمت شکن ہیں اور میری آواز کو میرے گلے میں گھونٹ دیتے ہیں

دانا۔ آپ کون ہیں ؟

پژمردال۔ کیا تم مجھے نہیں جانتیں .... کیا مجھے دیکھ کر کوئی پرانی یاد تازہ نہیں ہوتی ؟ .... آہ ظالم وقت کیسے کیسے دلفریب نقوش مٹا دیتا ہے! مگر وہ دل فریب تجربات تو میں نے ہی جانے تھے۔ شاید یہی بہتر ہے کہ انھیں بھلا دیا جائے ...... بہر درجا جتنی ہی توقعات کم ہوں گی اتنی ہی مایوسی میں بھی کمی آ جائے گی ... . سچ ہے میں تمہارے لیے کچھ نہیں۔ میں وہ بدبخت ہوں جو اپنی زندگی کے ماحصل کو صرف ایک لمحے کے لیے مشتاق نگاہوں سے دیکھ سکتا ہے۔ میں وہ محروم مسرت ہوں جو کوئی خواہش نہیں رکھتا۔ جو یہ بھی نہیں جانتا کہ اسے کیا خواہش رکھنی چاہیے۔ پھر بھی اگر وہ کہہ سکے تو تمہارے جانے سے پہلے یہ بتا دینا چاہتا ہے کہ تم کو اس نے اب تک کیا سمجھا ہے، اور آخر دم تک کیا سمجھتا رہے گا۔

دانا۔ تو پھر آپ مجھ سے واقف ہیں۔ آخر آپ ہیں کون ؟

پژمردال۔ کیا تم اس آدمی کو نہیں پہچانتیں جو تمہیں اس طرح دیکھ رہا ہے جیسے پریوں کی دنیا میں اپنے وجود اور مسرت کے چشمے کو دیکھتا ہو۔

دانا۔ نہیں، کم سے کم مجھے کچھ خیال نہیں۔

پرنزوال۔ اچھا تو تم بالکل بھول گئیں .... مجھے تو ڈر تھا ہی کہ تم بھول گئی ہو گی۔۔۔

...... تم آٹھ برس کی تھیں اور میں بارہ برس کا۔ جب پہلی مرتبہ میں نے تمہیں دیکھا

وانا۔ کہاں ؟

پرنزوال۔ ونس میں۔ اتوار کے دن۔ جون کے مہینے میں۔ میرے والد جو تمہاری والدہ کے پرانے سنار تھے ان کے لیے ایک موتیوں کا ہار لائے تھے۔ وہ اسے دیکھنے اور پسند کرنے لگیں۔ میں باغ میں اتفاقیہ جا پہنچا۔ میں نے تم کو ایک حوض کے کنارے حنا کے کنج کے پاس دیکھا .... تمہاری سونے کی نازک انگوٹھی پانی میں گر گئی تھی۔

.... تم کنارے پر کھڑی رو رہی تھیں .... میں ایک دم حوض میں کود پڑا .... انگوٹھی حوض کی مرمریں تہہ پر پڑی چمک رہی تھی۔ میں نے اس کو نکالا، اور تمہاری انگلی میں پہنایا۔ میں ڈوبتے ڈوبتے بچا۔ تم نے مجھے پیار کیا، اور خوش نظر آئیں۔

وانا۔ وہ تو ایک بھورے بال والا بچہ، گایا نیلو نام کا تھا۔ کیا آپ گایا نیلو ہیں ؟

پرنزوال۔ ہاں۔

وانا۔ بھلا آپ کو کون پہچان سکتا تھا۔ علاوہ اس کے آپ کے چہرے پر پٹیاں بندھی ہیں مجھے صرف آپ کی آنکھیں نظر آ رہی ہیں۔

پرنزوال۔ (پٹیاں ہٹا کر) اب پٹیاں ہٹنے کے بعد تم نے مجھے پہچانا ؟

وانا۔ ہاں شاید ...... کچھ کچھ یاد پڑتی ہے۔ کیونکہ اب بھی آپ کی مسکراہٹ بچوں کی سی ہے۔ لیکن آپ تو زخمی ہیں اور خون بہہ رہا ہے۔

پرنزوال۔ یہ میرا زخم نہیں .... مگر افسوس کہ کسی نے تمہیں چوٹ پہنچائی۔

وانا۔ مجھے اپنی پٹی ٹھیک کرنے دیجیے۔ بری طرح بندھی ہے (پٹی کو گالوں پر لپیٹ کر باندھتی ہے)

میں نے اکثر اس لڑائی میں زخمیوں کی تیمارداری کی ہے .... ہاں ہاں مجھے یاد پڑتا ہے .... پھر وہ باغ اور اس کے انار، گلاب اور لارل کے پیڑ میری آنکھوں میں پھرنے لگے۔ سہ پہر کے وقت جبکہ دھوپ سے بالو گرم ہو جاتی تھی ہم وہاں کھیلا کرتے تھے۔ کئی مرتبہ وہاں ہم کھیلے۔

پرنزوال۔ کل بارہ مرتبہ۔ میں نے شمار رکھا تھا۔ میں اس ہر کھیل کو جو ہم کھیلے تھے، ہر لفظ کو جو تمہاری زبان سے ادا ہوا تھا، بتا سکتا ہوں ......

دانا۔ اس کے بعد مجھے یاد ہے کہ میں ایک دن بڑے انتظار میں رہی۔ کیونکہ میں آپ کو بہت چاہتی تھی۔ آپ اس قدر خاموش اور سنجیدہ تھے۔ آپ میرے ساتھ اس طرح پیش آتے تھے جیسے میں ننھی سی ملکہ ہوں ...... مگر آپ کبھی لوٹ کر نہیں آئے۔

پرنزوال۔ میرے والد مجھے افریقہ لے گئے۔ وہاں پہنچ کر ہم ایک ریگستان میں بھٹک گئے۔ اس کے بعد عربوں ترکوں اور اسپین والوں کا میں قیدی بن گیا اور یہی میری زندگی رہی۔ جب میں پھر وینس واپس آیا تو تمہاری والدہ گزر چکی تھیں۔ وہ باغ برباد ہو چکا تھا۔ میری جستجو تمہارے لیے بہت دن تک بے کار ثابت ہوئی ...... آخر کار تمہارا پتا چلا وہ بھی تمہارے حسن کی بدولت۔ جو ایسا دل آویز ہے کہ ایک دفعہ دیکھ لینے کے بعد کوئی بھول نہیں سکتا ....

دانا۔ کیا جیسے ہی میں اندر آئی آپ نے مجھے پہچان لیا؟

پرنزوال۔ اگر دس ہزار عورتیں بھی میرے خیمہ میں آتیں اور ہر اک کا چہرہ تم جیسا ہوتا سب ایک ہی لباس میں ہوتیں اور سب یکساں خوبصورت ہوتیں گویا دس ہزار ہم شکل بہنیں ہوتیں جن میں خود ان کے عزیز امتیاز نہ کر سکتے تب بھی میں اٹھ کر تمہارا ہاتھ پکڑ لیتا کہ وہ یہ ہے ...... کیا یہ تعجب کی بات نہیں کہ جس صورت

پر کوئی فریفتہ ہوتا ہے وہ اس طرح دل میں سما جاتی ہے! میرے دل میں تمہاری شبیہ ایسی جاگزیں ہوئی کہ وہ بڑھتی اور تبدیل ہوتی گئی .... ہر روز نمایاں فرق نظر آتا تھا۔ آج کچھ تھی تو کل کچھ اور۔ وہ پروان چڑھتی اور زیادہ حسین ہوتی جاتی تھی جیسے بڑھتے ہوئے بچے میں صلاحیتیں آتی ہیں ویسے ہی جوں جوں زمانہ گزرتا گیا اس شبیہ کی دلکشی بڑھتی گئی .... باوجود اس کے اب جو دوبارہ تمہیں دیکھا تو پہلی نظر میں یہ معلوم ہوا کہ گویا میری آنکھیں مجھے دھوکا دے رہی ہیں گو کہ میرے حافظے نے تمہارے حسن کو نہایت وفاداری کے ساتھ محفوظ رکھا تھا تب بھی وہ اس کے صحیح اندازے میں قاصر رہا۔ اس تصویر جمال سے جو دفعتہً ابھی میری نظروں پر ضیا بار ہوئی تمہارے پیکر خیال کو آراستہ کرنے کی جرات اسے نہ ہو سکتی تھی۔ تمہیں دیکھ کر میری کیفیت اس آدمی کی سی ہو گئی جو جھٹ پٹے کے وقت باغ سے گزرتے ہوئے گم ہو، اور ایک بارگی مہر تاباں کی روشنی میں لاکھوں اس کے پیش نظر مقابل آجائیں۔ تم اندر آئیں تو میں نے دوبارہ اس پیشانی، بالوں اور آنکھوں کو دیکھا کہ جن سے میں اچھی طرح واقف تھا تمہارے چہرے میں میں نے وہ روح دیکھی کہ جس کی میں پرستش کرتا تھا۔ مگر اس چہرے کے حسن کے آگے وہ شبیہ جس کو میں ہفتوں، مہینوں اور برسوں خاموشی کے ساتھ اپنے دل میں لیے پھرتا رہا تھا بالکل پھیکی پڑ گئی۔ کیونکہ اسے ایک ایسے کمزور حافظے نے تشکیل کیا تھا۔ اس خیالی تصویر اور حقیقت میں زمین آسمان کا فرق تھا۔

وانا۔ اس زمانے میں آپ کو مجھ سے ایسی ہی محبت تھی جیسی آپ کی عمر والے کرتے ہیں مگر امتداد زمانہ اور فراق، محبت کو سحر آفرینی بخش دیتے ہیں۔

پرنزوال۔ لوگ اکثر کہتے ہیں کہ انھوں نے اپنی زندگی میں ایک ہی بار عشق جانا ہے مگر شاذ و نادر ہی یہ قول صحیح ہوتا ہے۔ ایسے لوگ اپنی سرد مہری یا اپنی خواہشیں پر پردہ

ڈالنے کے لیے ان لوگوں کے برگزیدہ غم کو اپنا لیتے ہیں جو ایک ہی مرتبہ عشق کرنے کے لیے پیدا ہوئے ہیں۔ اور جب ایسے لوگوں میں سے کوئی اس گہری اور غم ناک حقیقت کے اظہار کے لیے الفاظ ڈھونڈتا ہے جس نے اس کی زندگی کو ٹریجڈی بنا دیا ہے کہ خوش نصیب عاشقوں کے کثرت استعمال سے وہ الفاظ اپنی تاثیر و متانت کھو بیٹھے ہیں اور سننے والی غیر ارادی طور پر ان کو وہی رکیک اور مضحکہ خیز معانی پہناتی ہے جن معنوں میں زیادہ تر لوگ انھیں استعمال کرتے ہیں۔

وانا۔ میں ایسا نہ کروں گی میں اس محبت کو سمجھ سکتی ہوں کہ جس کی ابتدائے زندگی میں سب کو تمنا ہوتی ہے مگر جیسے عمر کے بڑھنے سے لوگ چھوڑ دیتے ہیں۔ گو کہ میں جہاں تک میں خود ہوں میری عمر ایسی زیادہ نہیں۔ اس محبت کو لوگ ترک اس لیے کر دیتے ہیں کہ عمر کے ساتھ بہت ساری چیزیں ختم ہو جاتی ہیں....... مگر مجھے یہ بتائیے کہ جب آپ پھر ونس سے گزرے اور آپ نے میرا پتا پالیا تب کیا واقعات پیش آئے؟ کیا اس عورت سے ملنے کی جس سے آپ کو اتنی گہری محبت تھی آپ نے کوئی کوشش نہ کی....

پرنزوال۔ ونس میں مجھے معلوم ہوا کہ تمہاری ماں مر چکی ہیں۔ ان کی تمام دولت برباد ہو چکی ہے اور تم لٹکنی کے ایک بڑے امیر سے شادی کرنے والی ہو جو پیزا میں سب سے زیادہ دولت مند اور طاقت ور ہے اور جو تم کو ایک ملکہ کی طرح خوش رکھے گا اور پوجے گا۔ میں ایک جاں باز تھا جس کا نہ کوئی گھر تھا نہ کوئی وطن۔ میرے پاس تمہیں دینے کو تھا ہی کیا مجھے محسوس ہوا کہ میری تقدیر میں قربانی لکھی ہے جو ناچار مجھے کرنی پڑی۔ ہائے کتنی مرتبہ میں اس شہر کی فصیلوں کے ارد گرد گھومتا پھرا ہوں اور پھاٹک سے یہ خیال کر کے چمٹا ہوں کہ کہیں تمہیں دیکھنے کی تمنا سے مغلوب ہو کر میں کوئی بات ایسی نہ کر گزروں جو اس محبت و مسرت میں جو تمہیں حاصل ہو گئی تھی خلل آ جائے......

میں نے اپنی تلوار سے کمانا شروع کیا۔ دو تین جنگوں میں شرکت کی۔ کرائے پر میری مانگ ہونے لگی میری شہرت ہو گئی۔ ہر چند امید میرے دل سے رخصت ہو چکی تھی۔ آنے والے وقت کا میں منتظر رہا۔ یہاں تک کہ وہ وقت آپہونچا کہ جب فلارنس نے مجھے فلارنس کے حملے کے لیے مامور کیا۔

وانا۔ محبت انسان کو کس قدر کمزور و بزدل بنا دیتی ہے۔ میرا منشا اچھی طرح سمجھ لیجیے۔ مجھے آپ سے محبت نہیں۔ نہ میں یہ کہہ سکتی ہوں کہ کبھی ایسا امکان تھا۔ مگر یہ دیکھ کر ایک شخص میں جیسے ویسی ہی شدید محبت کرنے کا دعوے ہے جس کا مجھے ارمان ہو سکتا تھا، محبت کا مقابلہ کرنے کی جرأت نہ نکلی، محبت کی روح میرے دل میں تڑپ کر اور خون کے آنسو بہا کر رہ جاتی ہے۔

پرنزوال۔ یہ کہنا صحیح نہیں کہ میری جرات میں کمی تھی مگر چونکہ موقع نکل چکا تھا اس لیے جتنی جرات کی ضرورت تم سمجھتی ہو اس سے کہیں زیادہ درکار تھی۔

وانا۔ جب تم نے ونس چھوڑا اس وقت تک موقع نکلا نہیں تھا۔ جس کی زندگی محبت سے معمور ہو جائے اس کے لیے موقع نکلنے کا کوئی سوال نہیں۔ ایسی محبت کبھی توقع کو دامن سے نہیں جانے دیتی۔ حصول کامیابی کی توقع نہ رکھتے ہوئے بھی وہ امید قائم رکھتی ہے اور امید منقطع ہونے پر بھی وہ ہاتھ پاؤں مارتی رہتی ہے۔ اگر میں تمھاری طرح محبت کرتی تو میں .... مگر کوئی نہیں کہہ سکتا کہ وہ کیا کر گزرتا۔ مگر اس کا مجھے یقین ہے کہ تقدیر مجھ سے میری خوشی صرف ایک سخت مقابلے کے بعد چھین سکتی ہے۔ میں تقدیر سے پکار پکار کر کہتی کہ میرے راستے سے ہٹو، میرے راستے سے ہٹو کیونکہ یہاں سے گزرنا ہے ...... پھر دن تک کو میں اپنی طرف داری پر مجبور کرتی خواہ مجھے کچھ بھی قیمت دینی پڑتی میں اپنے محبوب کو اپنی محبت سے آگاہ کر دیتی۔ اور خود اسے ایک سے زیادہ

بار اپنی قسمت کا فیصلہ کرنے پر مجبور کرتی ....

پرنزوال ۔ (اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لے کر) وانا کیا تمھیں اس سے محبت نہیں ہے؟

وانا ۔ کس سے؟

پرنزوال ۔ گائڈو سے ۔

وانا ۔ (اپنا ہاتھ چھڑاتے ہوئے) میرا ہاتھ نہ پکڑیے ۔ میں اپنا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں نہیں دے سکتی۔ ضروری ہے کہ صورت حال سے آپ کو اچھی طرح واقف کر دوں ۔ جب گائڈو نے مجھ سے شادی کی میں اکیلی اور قریب قریب مفلس تھی ۔ جو عورت تنہا اور مفلس ہوتی ہے وہ جلد ہی تہمتوں کا شکار بن جاتی ہے ۔ خصوصاً اگر وہ خوبصورت بھی ہو اور جھوٹ اور حیلے بازی کو حقارت کی نظر سے دیکھتی ہو ۔ گائڈو نے ان تہمتوں کی مطلق پروا نہ کی اس کو مجھ پر اعتماد تھا اور اس اعتماد سے مجھے خوشی ہوئی ۔ اس نے مجھے خوش اور مطمئن بنانے کے لیے سب کچھ کیا، اور میں اس حد تک خوش رہنے لگی جو ان مبہم اور مبالغہ آمیز خوابوں سے دست بردار ہونے پر جو انسانی زندگی کے احاطے سے باہر ہوتے ہیں ممکن ہو سکتی ہے ۔ مجھے امید ہے کہ میں آپ کو یقین دلا سکوں گی کہ آدمی کے لیے ایسی مسرت کی تلاش میں جو کسی کو حاصل نہیں ہوئی اپنی عمر ضائع کیے بغیر بھی خوش رہنا ممکن ہے ۔ مجھے گائڈو سے ایسی محبت ہے جو اس محبت سے کم عجیب ہے جس کا دعوے آپ کو ہے ۔ لیکن کم از کم میری محبت میں زیادہ استقلال، زیادہ سکون، زیادہ پائیداری اور زیادہ وثوق ہے ۔ تقدیر نے مجھے محبت عطا کی ہے اور کھلی آنکھوں سے میں نے اس کو قبول کیا ۔ میں اس کے علاوہ کوئی دوسری محبت نہیں چاہتی اور اگر یہ محبت کبھی ہاتھ سے گئی تو اس کی ذمہ داری مجھ پر نہیں کسی دوسرے پر ہوگی ۔ آپ آپ پر واضح ہوا ہوگا کہ آپ کو میرا مطلب سمجھنے میں غلط فہمی ہوئی ۔ جب میں نے

اس غلطی کو بتانے میں جو میرے نزدیک آپ نے کی تھی میرا مقصد آپ کے باہم دونوں کے معاملے پر گفتگو کرنا نہ تھا بلکہ میں اس محبت کے بارے میں گفتگو کر رہی تھی جس کی جھلک بالکل آغاز ہی میں دل پر اثر انداز ہوتی ہے۔ اس محبت کا شاید وجود تو ہے مگر یہ نہ میرے حصہ میں آئی ہے نہ آپ کے، کیونکہ آپ نے وہ کر کے نہیں دکھایا جو ایسی محبت کا تقاضا تھا۔

پر نزوال۔ وانا تم مجھ کو بلکہ میری محبت کو بے دردی سے پرکھ رہی ہو۔ جو کچھ اور جو صعوبتیں اس نے اس لمحہ مسرت کے حاصل کرنے میں اٹھائیں انھیں اچھی طرح جانے بغیر تم نے یہ رائے قائم کر لی۔ ان صعوبتوں کے آگے ہر محبت کے ہاتھ سے دامن امید چھوٹ جاتا ہے. گو میری محبت کچھ نہ کر سکی، اور نہ کچھ اس نے ہاتھ پیر مارے، پھر بھی میں اس کے وجود سے واقف ہوں، کیونکہ میں اس کا شکار بن گیا ہوں، اور وہ میری زندگی پر محیط ہو گئی ہے۔ میں اس سے کیوں نہ واقف ہوں جب کہ وہ میری رگ و پے میں سرایت کر گئی ہے اور میری خوشی اور اس چیز کو جو انسان کے لیے طرۂ امتیاز ہوتی ہے اس نے خاک میں ملا دیا ہے۔ یقین کرو وانا تمھیں ضرور میری بات کا یقین کرنا چاہیئے کیونکہ میں ان لوگوں میں سے ہوں جو نہ کسی چیز کے خواہاں ہوں نہ امیدوار۔ تم اس وقت میرے خیمے میں ہو اور قطعی طور سے میرے بس میں ہو۔ مجھے صرف ہاتھ بڑھانے کی دیر ہے اور وہ سب کچھ جو عام طور سے ایک عاشق چاہتا ہے مجھے مل سکتا ہے۔ مگر میں اور تم دونوں جانتے ہیں کہ جس محبت کا میں نے ذکر کیا ہے اس کی آرزوئیں کچھ اور ہی ہوتی ہیں۔ میری التجا ہے کہ آئندہ تمھیں میرے قول میں کچھ شک و شبہ نہ ہونا چاہیئے۔ میں نے تمہارا ہاتھ اپنے ہاتھ میں صرف اپنی بات کا تمھیں یقین دلانے کے لیے لیا تھا............ میں اب تمہارے ہاتھ کو نہ چھوؤں گا۔ میرے

لب تمہارے ہاتھ کو بوسہ نہ دیں گے ۔ مگر وانا جب ہماری جدائی کا وقت آئے گا ۔ ایسی جدائی جس کے بعد دوبارہ نہ مل سکیں گے ، تو کم از کم اس وقت تو تم پر میری محبت کی حقیقت واضح ہو جانی چاہیئے ۔ یہ وہ محبت ہے جس نے ناممکن کے آگے سر ڈالی ہے

وانا ۔ وہ محبت جو کسی چیز کو ناممکن سمجھے کیوں نہ مشتبہ ٹھہرے ۔ میں کوئی ایسا امتحان نہیں لینا چاہتی جو انسانی طاقت سے باہر ہو ۔ نہ سخت دشوار رکاوٹوں کو ہٹانے کا مطالبہ کرتی ہوں ۔ نہ ایسے کوئی ثبوت چاہتی ہوں ۔ میں بڑی خوشی سے یقین کرنے کے لیے تیار ہوں لیکن یہ آپ کی اور میری خوشی کے تحفظ کے لیے ضروری ہے کہ میں آپ کی باتوں میں شک شبہے کی گنجائش نکالوں ۔ آپ کی جیسی عظیم محبت میں وہ پاکیزگی ہوتی ہے کہ جو سرد سے سرد مہر عورت کے دل میں بھی ہیجان پیدا کر دیتی ہے .... اسی وجہ سے جو کچھ آپ نے کہا میں اس کی تہہ تک پہنچنا چاہتی ہوں ۔ اور مجھے شاید خوشی ہوگی اگر میں اس نتیجے پر پہنچوں کہ آپ کے دل میں اس مہلک جذبے کا جس پر مقدر بہت کم مسکراتا ہے نشان نہ ملے .... اگر آپ آج کا عمل میرے پیش نظر نہ ہوتا تو مجھے ضرور یقین آجاتا کہ آپکے دل میں کوئی ایسی چیز نہیں پائی جاتی ۔ جب میں اس بات پر غور کرتی ہوں کہ آپ نے اپنے مستقبل، اپنی ناموری اور اپنی ہر چیز کو محض اس لیے کہ مجھے ایک گھنٹے کے لیے اپنے خیمے میں بلا سکیں دیوانہ وار قربان کر دیا ہے ۔ یہ بات ماننے پر مجبور ہو جاتی ہوں کہ آپ کی محبت ویسی ہی ہے جیسی آپ بتلاتے ہیں .....

پرنزوال ۔ اس عمل سے تو کچھ ثابت نہیں ہوتا ۔

وانا ۔ یہ کیسے ؟

پرنزوال ۔ تمہیں اس غلط فہمی میں رکھنے کے بجائے میں پسند کروں گا کہ تمہیں اصلیت

معلوم ہو جائے۔ تمہیں یہاں بلانے اور پیرا کو تمہارے نام پر نجات دینے میں میں نے کوئی قربانی نہیں کی۔

وانا۔ میں نہیں سمجھی۔ کیا ایسا کرنے سے آپ نے اپنے ملک سے غداری نہیں کی۔ کیا اپنی گذشتہ خدمات پر پانی نہیں پھیر دیا، اور اپنے مستقبل کو خاک میں نہیں ملا دیا! اب آپ کے سامنے کیا مستقبل ہے۔ کیا جلا وطنی اور موت دونوں میں سے ایک کا سامنا آپ کو نہیں کرنا ہے؟

پرنزوال۔ اول تو میرا کوئی وطن نہیں۔ ورنہ چاہے میری محبت کتنی ہی شدید کیوں نہ ہوتی میں اس کی خاطر اپنے وطن کو غارت نہ کرتا۔ مگر میں تو صرف کرایہ پر لڑنے والا ہوں وفادار کے ساتھ وفادار اور دغا باز کے ساتھ دغا باز۔ فلارنس کے کمشنروں نے میرے خلاف جھوٹے الزامات لگائے ہیں، اور مجھے بغیر مقدمے چلائے تاجروں کی جمہوریت نے کہ جس کے طریقے تم اور میں خوب جانتے ہیں، مجھے سزا کا مستحق ٹھہرایا ہے۔ میں یہ جانتا تھا کہ میں برباد ہو چکا ہوں۔ اگر میرا بچنا اب بھی ممکن ہے تو میرا آج کا عمل بجائے میری بربادی کا باعث ہونے کے شاید مجھے بچائے گا۔

وانا۔ اس لیے آپ نے جو میرے لیے قربانی کی وہ کوئی چیز نہیں!

پرنزوال۔ ہاں وہ بالکل کوئی چیز نہیں۔ میرے لیے ضروری تھا کہ تمہیں سب کچھ بتا دوں اگر جھوٹ بول کر تمہارا تبسم خریدوں تو اس سے مجھے کیا مسرت حاصل ہو گی۔

وانا۔ جو کچھ تم نے کہا وہ عشق اور اس کے ثبوتوں سے زیادہ عالی قدر ہے۔ اب تمہیں اس ہاتھ کو مانگنے کی ضرورت نہیں جو تمہارے ہاتھ سے نکال لیا گیا تھا۔ لو یہ وہ ہاتھ ہے......

پرنزوال۔ اے کاش یہ ہاتھ میری محبت کے انعام میں مجھے ملتا...... مگر در اصل

دیکھا جائے تو کیا فرق ہوا۔ وانا اب یہ ہاتھ میرا ہے، اسے میں اپنے ہاتھوں میں لیے ہوں۔ میرا دماغ اس کی خوشبو سے معطر ہو رہا ہے۔ میری زندگی اس کے تابع ہے، وہ ہم ایک ہو چکے ہیں۔ ہر چند یہ ایک حسین فریب ہے۔ پھر بھی ایک لمحے کے لیے میں اپنے آپ کو اس میں کھو دینا چاہتا ہوں۔ آہ یہ پیارا ہاتھ۔ میں اسے کبھی کھولتا ہوں۔ کبھی بند کرتا ہوں۔ گویا یہ عاشقوں کی خفیہ اور پر اسرار زبان میں مجھے جواب دے سکتا ہے میرے چوٹ پر بھی تم اسے نہیں ہٹاتیں۔ کیا میں یہ سمجھوں کہ تمہیں اتنی سخت آزمائش میں ڈالنے کی تقصیر کے لیے تم نے مجھے معاف کر دیا ......

وانا۔ اگر میں تمہاری جگہ ہوتی تو میں دیسا ہی، یا شاید اس سے کچھ زیادہ کرتی جیسا تم نے کیا ....

پرنزوال۔ کیا جب تم نے میرے خیمہ میں آنا منظور کیا تھا تم جانتی تھیں کہ میں کون ہوں۔

وانا۔ کوئی بھی نہیں جانتا تھا۔ عجیب عجیب افواہیں مشہور تھیں۔ کچھ لوگوں کے نزدیک پرنزوال ایک خوفناک بوڑھا آدمی تھا۔ بعض کہتے تھے کہ وہ نہایت ہی خوبرو نوجوان شہزادہ ہے۔

پرنزوال۔ مگر گائڈو کے باپ نے تو مجھے دیکھا تھا۔ کیا اس نے کچھ نہ کہا؟

وانا۔ نہیں۔

پرنزوال۔ تم نے اس سے پوچھا بھی نہیں؟

وانا۔ نہیں۔

پرنزوال۔ لیکن کیا جب تم کو رات میں ایک نامعلوم وحشی کے خیمے میں تن تنہا آنا پڑا، تو تمہارا دل بیٹھ نہیں گیا۔

وانا۔ یہ قربانی لازمی تھی۔

پرنزوال۔ اور جب تم نے مجھے دیکھا؟ ......

وانا۔ پہلے تو تمہارا چہرہ پٹیوں سے ڈھکا ہوا تھا۔

پرنزوال۔ ہاں۔ مگر جب وانا میں نے پٹیوں کو ہٹا دیا؟

وانا۔ تب تک صورت حال بدل چکی تھی اور میں تم سے واقف ہو چکی تھی ...... تم بتاؤ کہ جب تم نے مجھے خیمے میں داخل ہوتے دیکھا تب تمہارے دل کی کیا کیفیت تھی اور تمہارا کیا ارادہ تھا؟

پرنزوال۔ آہ میں کیسے بتا سکتا ہوں۔ میں جانتا تھا کہ میں برباد ہو چکا ہوں ایک بہیمانہ جذبہ مجھ پر طاری تھا اور میں چاہتا تھا کہ اوروں کو بھی اپنے قعر ذلت میں لے آؤں .... اپنی اس محبت کے باعث مجھے تم سے نفرت ہو گئی تھی۔ اب جو میں اس کیفیت کا خیال کرتا ہوں تو مجھے حیرت ہوتی ہے ...... صرف ایک لفظ یا ایک حرکت جو اس لفظ یا حرکت سے مختلف ہوتی جو میرے ذہن میں تم سے مخصوص تھی میری بہیمیت کی بیڑیاں کاٹنے اور میری آتش نفرت کو بڑھانے کے لیے کافی تھیں ...... مگر جیسے ہی میں نے تم کو دیکھا میں نے محسوس کیا کہ ایسا کرنا میرے لیے غیر ممکن ہے۔

وانا۔ میں نے بھی ایسا ہی محسوس کیا۔ میری ساری وحشت جاتی رہی، کیوں کہ بغیر ایک لفظ کہے ہم دونوں نے ایک دوسرے کو سمجھ لیا ...... اور یہ کیسی عجیب بات ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اگر مجھے تمہارا عشق ہوتا تو میں بھی ایسا ہی کرتی۔ فی الواقع جب تم بولتے ہو تو مجھے معلوم ہوتا ہے کہ میں خود بول رہی ہوں اور تمہارے الفاظ میرے الفاظ ہیں اور میں بات کر رہی ہوں اور تم سن رہے ہو۔

پرنزوال۔ وانا مجھے بھی ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جو دیوار ہم کو اور ساری مخلوق سے جدا

کرتی ہے وہ غائب ہوتی جا رہی ہے۔ ایسا لگا جیسے میں نے ایک بہتے چشمے میں ہاتھ ڈال

کر نکالا تو ہاتھ جگمگا اٹھا، اور اس سے اعتماد اور نور کا خلوص پھوٹنے لگا۔ لوگ

بدلے ہوئے نظر آنے لگے، اور اپنی رائے کی غلطی مجھ پہ روشن ہو گئی۔ سب سے زیادہ

مجھے یہ احساس ہوا کہ میں خود بدل گیا ہوں یا جیسے مدتوں کی قید سے رہا ہو رہا ہوں۔

زنداں کے پھاٹک کھل رہے ہیں۔ پھول اور پتیاں آہنی سلاخوں پر لپٹی جا رہی ہیں۔

افق پر برف پگھل رہی ہے، اور نسیم سحری میری روح کو تازگی اور میری محبت کو

زندگی بخش رہی ہے۔ ....

دانا۔ مجھ میں بھی ایک تبدیلی رونما ہوئی۔ ابتدا ہی سے تم سے اس طرح گفتگو کرنے پر

میں متحیر ہوئی۔ عادتاً میں خاموشی پسند ہوں۔ میں نے آخر گائڈو کے والد مارکو کے

اور کسی مرد سے اس طرح گفتگو نہیں کی تھی۔ اور ان سے بھی انداز گفتگو دوسرا ہوتا

تھا۔ ...... وہ اپنے خیال و خواب کی دنیا میں رہتے ہیں۔ ان سے میری بات

چیت شاذ و نادر ہی ہوتی ہے۔ جہاں تک اور لوگوں کا تعلق ہے ان کی آنکھوں

میں ہمیشہ ایک ہمت شکن کیفیت پاتی ہوں۔ میں ایسے لوگوں سے یہ کہنے کی جرات کیسے کر سکتی

ہوں کہ مجھے ان سے محبت ہے، یا ان لوگوں کے دلوں کا حال جاننے کے لیے آرزومند ہوں

میرے لیے تمہاری آنکھوں میں نہ اظہار کراہیت ہے نہ دہشت ....

ملتے ہی تم مجھے پہچاننے سے لگے، حالانکہ مجھے یہ یاد نہ آسکا کہ اس سے پہلے میں نے تمہیں کہاں

دیکھا تھا۔

پرنزوال۔ دانا! اگر میری بدبختی کے ستارے کی بدولت ہماری ملاقات اس قدر دیر سے نہ ہوئی ہوتی

تو کیا تم مجھ سے محبت کرتیں ......

دانا۔ یہ کہنا کہ ہاں اس وقت مجھے تم سے محبت ہوتی ایسا ہی ہوا جیسے میرا یہ کہنا کہ اب مجھے

تم سے محبت ہے۔ تم جانتے ہو کہ یہ ممکن نہیں .... مگر ہم ایک دوسرے سے اس طرح بات کر رہے ہیں جیسے ہم سب سے الگ تھلگ ایک ریگستانی جزیرے پر ہیں۔ ..... اگر میں دنیا میں اکیلی ہوتی تو اور کچھ کہنے کی ضرورت نہ ہوتی .... مگر ہم بھول رہے ہیں کہ اس وقت جبکہ ہم دونوں گذشتہ وقت پر تبسم افشانی کر رہے ہیں ایک تیسرے شخص کے دل پر کیا بیت رہی ہوگی .... جب میں گائڈو کے اس ملال کو یاد کرتی ہوں جو اس کی حالت سے عیاں تھا، اور اس کی حسرت زدہ آنکھیں اور نڈھال چہرہ نظروں میں پھرتا ہے، تب میرے لیے اور زیادہ ٹھہرنا ممکن نہیں۔ تڑکا ہونے ہی والا ہوگا۔ اور میں جانے کے لیے بے چین ہوں .... مجھے قدم کی آہٹ سنائی دیتی ہے .... خیمے کے پاس سے کوئی گزر رہا ہے۔ پردے کے پیچھے لوگ سرگوشیاں کر رہے ہیں .... سنو سنو .... کیا ہے؟ (خیمے کے باہر سرگوشی اور تیز قدموں کی آواز سنائی پڑتی ہے۔ پھر ویڈیو کی باہر سے آواز آنے لگتی ہے)

ویڈیو۔ (باہر سے) میرے آقا!

پرنزوال۔ تم ویڈیو ہو؟ اندر آؤ کیا بات ہے؟

ویڈیو۔ (خیمے کے دروازے پر کھڑے ہو کر) جلدی کیجیے جلدی۔ آپ فوراً بھاگ نکلیے۔ ایک منٹ بھی ضایع نہ کیجیے۔ فلارنس کا دوسرا کمشنر مالاوورا .....

پرنزوال۔ وہ تو بینا میں تھا!

ویڈیو۔ وہ واپس آگیا۔ اس کے ساتھ فلارنس کے چھ سو آدمی ہیں۔ میں نے انھیں گزرتے دیکھا ہے لشکر میں کہرام مچا ہوا ہے .... وہ اپنے ساتھ احکام لے کر آیا ہے .... اس نے آپ کے غدار ہونے کا اعلان کر دیا ہے۔ وہ اب ٹرولزیو کو تلاش کر رہا ہے اور اگر آپ کے رہتے رہتے ٹرولزیو کو پالیا تو ....

پرنزوال۔ وانا آؤ!

وانا۔ میں کدھر جاؤں؟

پرنزوال۔ ویڈیو دو ایسے آدمیوں کی ہمراہی میں جن پر میں بھروسا کرسکتا ہوں تمہیں پیزا لے جائے گا..........

وانا۔ اور تم کیا کرو گے۔

پرنزوال۔ میں نہ جانتا ہوں نہ پروا کرتا ہوں۔ دنیا بہت وسیع ہے مجھے پناہ مل جائے گی۔

ویڈیو۔ میرے آقا خبردار رہیے! قصبہ کے گرد و نواح میں جتنا بھی علاقہ ہے وہ دشمن کے قبضہ میں ہے اور ٹسکنی میں جاسوس بھرے ہیں۔

وانا۔ تم بھی پیزا چلو۔

پرنزوال۔ تمہارے ساتھ؟

وانا۔ ہاں۔

پرنزوال۔ نہیں میں نہیں جاسکتا۔

وانا۔ تھوڑے دن کے لیے سہی۔ دشمنوں کو غلط راہ پر لگانے کی غرض سے۔

پرنزوال۔ تمہارے شوہر کا کیا عمل ہوگا۔

وانا۔ وہ ایک مہمان کی مہمان داری میں کوتاہی نہیں کریں گے۔

پرنزوال۔ جب سب حال تم انھیں سناؤ گی تو کیا اسے یقین آجائے گا۔

وانا۔ ہاں۔ اگر میری بات کا یقین نہ کیا تو..........مگر وہ ضرور یقین کریں گے انھیں یقین کرنا چاہیے۔ آؤ!

پرنزوال۔ نہیں۔

وانا۔ کیوں؟ تمہیں ڈر کیا ہے؟

پرنزوال۔ تمہارے لیے ڈرتا ہوں۔

وانا۔ میرے لیے، میرے لیے، چاہے میں اکیلی جاؤں یا تمہارے ساتھ میرے لیے خطرہ برابر ہے۔ اصل میں ہمیں تمہارے خطرے کا خیال کرنا چاہیے کیونکہ تم نے پیزا کو بچایا ہے۔ اب لازم ہے کہ پیزا انھیں بچائے، میری پناہ میں آجاؤ اور میری ضمانت قبول کرو ....

پرنزوال۔ اب یہی سہی۔ میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔

وانا۔ تم اپنی محبت کا اس سے زیادہ اچھا ثبوت نہیں دے سکتے تھے۔ آؤ ہمیں وقت نہیں کھونا چاہیے۔ خیمے کا دروازہ کھول دو (پرنزوال دروازے کی طرف بڑھتا ہے وانا اس کے پیچھے چلتی ہے وہ خیمے کے پردوں کو بالکل اٹھا دیتا ہے۔ شور وغل اور ہتھیاروں کی جھنکار سنائی دیتی ہے۔ ان سب سے زیادہ ان گھنٹیوں کی آواز ہے جو کہیں دور نوید مسرت دینے کے لیے بج رہی ہیں، اور سکوت شب کو توڑ رہی ہیں بہت دور افق پر پیزا جگمگاتا نظر آتا ہے۔ اندھیرے آسمان پر بڑے بڑے الاؤ کی روشنی کا عکس پڑ رہا ہے)

پرنزوال۔ وانا دیکھو دیکھو۔

وانا۔ گا بے نیلو کیا ہے؟ .... او ہو میں سمجھی .... تمہاری عطا کردہ نعمتوں کو پاکر جشن منانے کے لیے انھوں نے جگہ جگہ آگ روشن کی ہے .... در و دیوار روشن ہیں، فصیلیں چمک رہی ہیں۔ کیپ نیل ایک مستر کی مشعل بنا ہوا ہے۔ دیکھو جگمگاتے ہوئے مینار کس طرح ستاروں سے سرگوشی کر رہے ہیں، اور گلی کوچوں تک کا عکس آسمان پر پڑ رہا ہے۔ جس سڑک پر میں آج رات چل کر آئی تھی وہ میں پہچان سکتی ہوں۔ وہ چوک ہے، اور اس کی بڑی عمارت کا گنبد آگ کا بنا ہوا دکھائی دے رہا ہے، اور کانپو سانتو تو بالکل پرچھائیوں کا ٹاپو بن گیا ہے۔ یہ سب دیکھ کر گمان ہوتا ہے کہ پیزا

کی زندگی آخری ہچکی تک پہنچ کر پھر لوٹ آئی - اور اب وہ کبھی ایک کلس سے دوسرے کلس تک گنبدوں سے جست لگاتی ہے، کبھی آسمان سے ہم کنار ہوتی ہے، کبھی دیوار پر چڑھتی ہے اور کبھی مضافات میں خوش خرامی کرتی پھرتی ہے اور دیکھو اب ہمیں اشارے کر کرکے بلا رہی ہے .... سنو سنو ان نعروں کو سنو۔ جوشِ مسرت اور بحرانی کیفیت کو بڑھتے اور پھیلتے دیکھو! گویا ایک سمندر ہے جو بیزا میں بڑھتا چلا آتا ہے .... گھنٹیوں کی آواز بالکل ویسی ہی آواز ہے جیسی میری شادی کے دن تھی۔ آہ میں خوش ہوں اور بہت خوش ہوں اور سب سے زیادہ اس کی خوشی ہے کہ میری خوشی کا باعث تم ہو جو مجھ سے سب سے زیادہ محبت کرتے ہو ...... میرے گلے نیلو (اس کی پیشانی پر بوسہ دیتی ہے) بس ایک یہی بوسہ میں تمہیں دے سکتی ہوں۔ یہی وہ پاکیزہ ترین بوسہ ہے جس کا خواب میری محبت دیکھا کرتی تھی ....

پرنزوال - مگر دیکھو تم کانپ رہی ہو۔ تمہارے گھٹنے تمہارے وزن سے جھکنے لگے ہیں ... آؤ میرا سہارا لو اور اپنا ہاتھ میرے اوپر رکھ لو۔

دانا - کچھ بھی نہیں ہے۔ مجھے بے ہوشی سی محسوس ہو رہی ہے۔ میں نے اپنے آپ کو برداشت سے زیادہ تھکا لیا ہے۔ کیا تم مجھے سہارا دے کر یا اٹھا کر لے جانا چاہتے ہو؟ نہیں نہیں میں اپنی خوشی کے اظہار میں خود چل کر جاؤں گی۔ مجھے کوئی نہ روکے یہ رات جو صبح کے زیر سایہ بیدار ہو رہی ہے کیسی حسین معلوم ہوتی ہے۔ ہمیں ذرا تیزی سے چلنا چاہیے۔ وقت آگیا ہے۔ جوشِ انبساط کے کم ہونے سے پہلے ہمیں اپنی منزل پر پہنچ جانا چاہیے۔ (وہ ساتھ جاتے ہیں۔ پرنزوال دانا کو سہارا دیے ہوئے ہے)

*

تیسرا ایکٹ

گانڈو کلونا کا دیوان عام۔

بلند کھڑکیاں۔ غلام گردشیں، سنگ مرمر کے ستون وغیرہ

بائیں طرف پیچھے ایک اونچا چبوترا ہے جس کا راستہ ایک

لمبے اور دوہرے زینے سے ہے۔ چبوترے کے جنگلے پر بڑے

بڑے گل دان ہیں جن میں پھول بھرے ہوئے ہیں۔ اس

چبوترے سے قصبے کا زیادہ حصہ دکھائی دیتا ہے۔

گانڈو: بورسو: لوڑلو اور مارکو اندر آتے ہیں۔

گانڈو۔ میں آپ کے آگے، دانا کے آگے اور ہر اک کے آگے سر تسلیم خم کر چکا ہوں۔ لیکن اب انصاف کی رو سے میری باری ہے۔ میں نے خاموشی سے کام لیا، دم نہیں مارا۔ اس بزدل کی طرح چھپا بیٹھا رہا ہوں جس کے گھر میں چور لوٹ مار کے لیے داخل ہوتے ہیں اور وہ چپ بیٹھا رہتا ہے۔ مگر اس کے باوجود میں نے اپنا وقار قائم رکھا ہے .... آپ لوگوں نے مجھے ایک بیوپاری پھیری والا اور ایک چال باز سوداگر بنا دیا ہے .... مگر اب نور کا تڑکا ہو رہا ہے ....

میں اپنی جگہ سے جو برابر نہ ہٹا .... جو معاہدہ کیا گیا تھا اس کی پابندی مجھ پر لازم تھی۔ مجھے تم لوگوں کی خوراک کا سامان خرید نا پڑا۔ یہ رات، یہ شاندار رات خرید اور کی ٹھہری .... آہ کسے خبر کہ اس گیہوں، ان بھیڑوں اور

بیلوں کی قیمت کتنی زیادہ دی گئی۔ آپ سب شکم سیر ہو گئے اور میں قیمت ادا کروں گا۔

.... اب میں آزاد ہوں۔ میں پھر مالک و مختار ہوں۔ اب میں اپنے کلنک کا ٹیکہ مٹاتا ہوں۔

مارکو۔ میرے بیٹے مجھے نہیں معلوم کہ تمہارے کیا ارادے ہیں۔ تم نے جیسا سخت صدمہ اٹھایا ہے اس کے بارے میں پوچھ گچھ کرنے کا کسی کو حق بھی نہیں ہے۔ الفاظ کی شدت اس کی شدت کو کم نہیں کر سکتی۔ مجھے اس کا خوب اندازہ ہے کہ اس صدمے کی بدولت جو مسرت لوگوں کو میسر ہوئی ہے اور جو تمہارے چاروں طرف دکھلائی دیتی ہے وہ تمہارے صدمے کو زیادہ تلخ اور تکلیف دہ بنا رہی ہوگی۔ شہر بچ تو گیا مگر اس نجات کے لیے تمہیں اتنی بڑی قیمت دینی پڑی ہے۔ ہمارے سر تمہارے آگے خم ہیں کیونکہ تمہیں پورا خمیازہ بھگتنا پڑا ہے۔ تاہم اگر کل کا دن لوٹ سکتا تو میں وہی کرتا جو کیا تھا۔ انھیں کو قربانی دینے کے لیے چھانٹتا جنھیں پہلے چھانٹا تھا اور ان کے ساتھ وہی ناانصافی کرنے پر اصرار کرتا جو پہلے کی تھی۔ جو شخص انصاف کرنے پر آمادہ ہوتا ہے وہ دو تین قسم کی ناانصافیوں میں سے کسی کو بادل ناخواستہ زندگی بھر اختیار کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تمہیں کیونکر سمجھاؤں لیکن اگر میری یہ آواز جس سے تمہیں کبھی محبت تھی اب بھی تمہارے دل میں جگہ کر سکے تو میرے بیٹے، میں تم سے التجا کروں گا کہ تم غم و غصہ کے اولین احساسات پر آنکھ بند کر کے مغلوب نہ ہو جانا۔ کم از کم اس وقت تک ضرور صبر کرنا کہ وہ خطرناک ساعت گزر جائے کہ جب ہم بے ساختہ ایسے الفاظ کہہ جاتے ہیں کہ جو بعد میں واپس نہیں لیے جا سکتے .... وانا تھوڑی دیر میں یہاں پہنچ جائے گی اس کے معاملے میں آج فیصلہ نہ دینا کوئی ایسی بات نہ کرنا کہ جو بعد کو واپس نہیں لی جا سکے۔

کیونکہ جو کچھ کوئی بڑے صدمے کے زیر اثر کرتا یا کہتا ہے وہ فطرتاً ایک دردناک حد تک ایسا ہوتا ہے کہ پھر واپس نہیں لیا جا سکتا۔ دانا خوشی اور مایوسی دونوں ہی حالتوں میں لوٹے گی .... اسے ملامت نہ کرنا ...... اگر تم اس سے اس طرح بات کرنے کے قابل نہ ہو جیسے کچھ دن بعد کرتے تو مناسب ہے کہ کچھ وقت گزر جانے پر اس سے ملاقات کرو .... ہر چند ہم غریب انسان ایسی قوتوں کے ہاتھ میں کھلونا ہیں کہ جو ہمیں لاچار بنا دیتی ہیں پھر بھی وقت کے گزرنے سے ہم نیکی، انصاف اور ہوش مندی حاصل کرتے ہیں۔ جب کوئی مصیبت ہمارا عقلی توازن بگاڑے تو ہمیں صرف ان الفاظ کو قابل وقعت سمجھنا اور انھیں کو بعد کاوش تلاش کرنا چاہیے جو اس وقت ہماری زبان سے نکلتے ہیں جب ہم کسی معاملے کی حقیقت کو پہچان لیتے ہیں اور معافی سے کام لے کے پھر محبت کرنے لگتے ہیں۔

گائڈو۔ آپ کو جو کچھ کہنا تھا آپ نے کہہ دیا، اچھا ہوا۔ یہ وقت چکنی چپڑی باتوں کا نہیں ہے۔ نہ یہاں کوئی ایسی باتوں میں آنے والا ہے۔ جو کچھ آپ کو کہنا تھا اسے کہنے کا میں نے آپ کو آخری بار موقع دے دیا۔ اس لیے کہ میری یہ خواہش تھی کہ میری زندگی کو پوری طور سے تباہ کرنے کے بعد آپ اس کی تلافی کے لیے کیا پیش کش کرتے ہیں۔ وہ پیش کش یہ ہے کہ وقت گزرنے کا انتظار کروں، تحمل سے کام لوں، معذرت قبول کروں اور بقیہ زندگی بھر روتا رہوں ...... مجھ سے یہ نہ ہو گا۔ میں ایسی دانائی اختیار کرنے سے بہتر یہ سمجھتا ہوں کہ اپنی رسوائی کا داغ مٹاؤں اور یہ کام محض زبانی جمع خرچ سے نہیں ہو سکتا۔ جہاں تک رہا میرے ارادوں کا تعلق وہ بہت صاف اور نمایاں ہیں۔ میں وہ کروں گا کہ جو کچھ برس پہلے کرنے پر آپ مجھے خود نصیحت کرتے تھے۔ ایک آدمی دانا کو چھین کر مجھ سے لے گیا۔ میں اس کی زندگی میں دانا کو اپنا نہیں

سمجھ سکتا۔ یہ سمجھ لیجیے کہ جن اصولوں کے ہیں تابع ہوں وہ نہیں کہ جن کے ماتحت فعل اور نفرت ہوتے ہیں۔ میں اس زبردست قانون کا پیرو ہوں جس کے سامنے ہر وہ آدمی کہ جس کے دل میں زندگی کی دھڑک ہوتی ہے اپنا سر جھکاتا ہے پیزا کے پاس خوراک اور ہتھیار ہیں۔ اب اس میں شکم سیر ہو کر لڑنے کی قوت ہے۔ اچھا تو میں بھی اپنا حصہ لینا چاہتا ہوں۔ آج کے دن سے پیزا کے لڑنے والے جوان یا کم سے کم ان کے وہ بہترین سپاہی جن کو خود میں نے بھرتی کیا تھا اور اپنی گرہ سے تنخواہ دی تھی میرے ہیں۔ پیزا کا جو حق مجھ پر تھا میں نے ادا کر دیا، اب میں اپنا حق مانگتا ہوں۔ یہ سپاہی اس وقت تک پیزا کو واپس نہیں ہوں گے جب تک وہ کام پورا نہ کر لیں گے جسے کرانے کا مجھے حق ہے۔ رہیں باقی باتیں، دانا کو میں معاف کرتا ہوں۔ یا کم سے کم اس وقت معاف کروں گا جب یہ آدمی نہیں رہے گا۔ اسے دھوکا دیا گیا، اسے گمراہ کیا گیا۔ مگر جو کچھ اس نے کیا اس میں کم از کم ایک دلیرانہ پہلو تھا۔ اس کی رحم دلی اور انتہائی رومانی جذبے کا بے حد ذلیل فائدہ اٹھایا گیا ...... اچھا ایسا ہی سہی۔ مگر کم از کم یہ امید کرنی چاہیے کہ امتداد زمانہ اسے ماضی میں ایسا گم کر دے کہ محبت کی نگاہوں کو نظر نہ آئے۔ مگر ایک شخص ہے جسے میں بغیر ندامت اور نفرت کے کبھی نہ دیکھ سکوں گا۔ یہاں ایک آدمی ہے جس کی زندگی کا تنہا مقصد یہ تھا کہ ایک اعلیٰ اور پاکیزہ مسرت کے حصول کا وہ ستون بنا رہے، اور اس کو استحکام دے۔ اب وہی اس کا دشمن بن گیا ہے، اور اسے تباہ کر کے خاک میں ملانا چاہتا ہے۔ آپ کے سامنے جو کچھ ہونے والا ہے وہ باوجود نہایت مہیب ہونے کے عدل پر مبنی ہوگا۔ آپ اس دنیا میں، جس کا نظام فی الحال بگڑا ہوا ہے، دیکھیں گے کہ ایک

بیٹا اپنے باپ کے اعمال و افعال کا جائزہ لیتا ہے، اس کی تکذیب کرتا ہے
اسے لعنت ملامت کرتا ہے، اس کی صورت سے بیزار ہو کر اپنے سامنے سے ہٹا
دیتا ہے، اسے حقارت سے دیکھتا ہے، اور اس سے نفرت کرتا ہے۔

مارکو۔ میرے بیٹے! مجھ کو لعنت ملامت کرنا ہے تو کر لو، مگر وانا کو معاف کر دو۔ اگر
اس کی جانبازی میں، جس کی بدولت اتنی جانیں بچ گئیں، کوئی ناقابلِ معافی
قصور نظر آتا ہے تو اس قصور کی ذمہ داری مجھ پر ہے۔ مگر جان بازی کا سہرا اس
کے سر ہے۔ میرا مشورہ اچھا تھا، مگر میرے لیے مشورہ دینا آسان تھا، کیوں کہ
قربانی میں میرا کوئی حصہ نہ تھا۔ آج جبکہ اس مشورے کی بدولت مجھے اس چیز
سے ہاتھ دھونے پڑ رہے ہیں جو مجھے دنیا میں سب سے زیادہ عزیز ہے، میرا دیا ہوا
مشورہ پہلے سے بھی زیادہ صائب معلوم ہوتا ہے۔ مجھے تمہارے فیصلے پر نکتہ چینی کرنے
کا کوئی حق نہیں۔ اگر میں کم عمر ہوتا تو میرا فیصلہ بھی یہی ہوتا .... بیٹا،
میں جاتا ہوں، اور تم مجھے آئندہ کبھی نہ دیکھو گے۔ میں اچھی طرح سمجھتا ہوں کہ
میری موجودگی تمہارے لیے قابلِ نفرت ہے۔ تاہم میں تمہیں پھر بھی دیکھنے کی کوشش
کروں گا۔ مگر اس طرح کہ تم مجھے نہ دیکھ سکو۔ اب میں رخصت ہوتا ہوں مجھے امید
نہیں کہ میری زندگی میں تم مجھے اس نقصان کے لیے کبھی معاف کرو گے جو تمہیں
میری بدولت پہنچا ہے۔ میں خود اپنے تجربے کی بنا پر جانتا ہوں کہ جوانی میں انسان
عفو پر کم مائل ہوتا ہے ان حالات میں رخصت ہونے سے پہلے میں چاہتا ہوں کہ
کم سے کم تم مجھے یہ یقین دلا دو کہ جتنی تمہاری نفرت اور تلخی ہے اور جو کچھ تمہاری
ناخوشگوار یادیں ہیں مجھ تک محدود رکھو گے، اور ان کو وانا سے جو واپس آنے
والی ہے وابستہ نہ کرو گے۔ اس کے علاوہ بس ایک التجا میری اور ہے۔ میں

یہ چاہتا ہوں کہ آخری مرتبہ میں اسے تم سے بغل گیر ہوتے دیکھ لوں۔ اس کے بعد میں بغیر شکوے شکایت یا تمہیں نامنصف سمجھے چلا جاؤں۔ یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جو جتنا زیادہ سن رسیدہ ہو اتنا ہی بار انسانی غم و رنج کا اپنے کاندھوں پر اٹھائے کیونکہ زندگی کی راہ میں تھوڑے ہی قدم چلنے کے بعد وہ اس بار سے سبکدوش ہو جائیگا

(مارکو کے آخری الفاظ ختم ہونے سے پہلے ہی ایک جم غفیر کی آوازوں کا مبہم شور دور سے سنائی دیتا ہے۔ مارکو کی تقریر کے بعد کی خموشی میں شور بڑھتا اور نزدیک تر آتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ صاف سنائی دینے لگتا ہے۔ آوازوں سے پتا چلتا ہے کہ مجمع کسی منتظر چیز کی طرف بڑھا۔ پھر ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف رخ کرنے کا شور دور سے سنائی دیتا ہے۔ تھوڑی دیر بعد شور میں کچھ کچھ لفظ سنائی دینے لگتے ہیں اور پھر ہر طرف سے وانا وانا مونا وانا زندہ باد کے نعرے سنائی دیتے ہیں جنہیں لوگ ہزاروں بار دہراتے ہیں)

مارکو۔ (ان غلام گردشوں کی طرف دوڑ کر جن کے سامنے اونچا چبوترا ہے) ہاں وانا ہے .... وہ واپس آگئی۔ لوگ اس کا استقبال کر رہے ہیں۔ وہ اس کے نعرے لگا رہے ہیں

(سنو سنو! بورسو اور ٹورلو مارکو کے پیچھے اونچے چبوترے پر آجاتے ہیں۔ گائڈو اکیلا رہ جاتا ہے، اور ایک ستون کے سہارے کھڑا ہے اور بالکل سامنے دیکھ رہا ہے۔ شور بڑھتا جاتا ہے اور تیزی کے ساتھ قریب آتا جاتا ہے)

مارکو۔ (اونچے چبوترے پر آکر) دیکھو! چوک، گلیاں، درخت سب کے سب ہلتے ہوئے سروں اور ہاتھوں کے سبب سے سیاہ نظر آرہے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چھتیں، کھپریلیں پتیاں سب نے انسانی شکل اختیار کر لی ہے .... مگر وانا کہاں ہے مجھے صرف ایک بادل کا ٹکڑا دکھائی دے رہا ہے جو کبھی چھا جاتا ہے کبھی کھلتا ہے

بارسو! میری کمزور آنکھیں مجھے دھوکا دے رہی ہیں۔ اور خوشی کے آنسو بہا کر میری محبت کا راز فاش کیے دے رہی ہیں۔ بڑھاپے اور آنسوؤں نے انھیں اندھا بنا دیا ہے کیا ستم ہے کہ جسے دیکھنے کو وہ بیتاب ہیں اسی کے دیکھنے سے محروم ہیں.........

وہ کہاں ہے...... وہ کہاں ہے۔ میں اس کے استقبال کے لیے کس طرف جاؤں!.........

بورسو۔ (اسے روک کر) نہیں نیچے نہ جائیے۔ لوگ آپے سے باہر ہو رہے ہیں وہ جوش سے بے اختیار ہو رہے ہیں۔ عورتیں غش کھا رہی ہیں۔ مرد پاؤں کے نیچے روندے جا رہے ہیں۔ علاوہ ازیں آپ کا وہاں جانا بے کار ہے۔ وہ خود آ رہی ہے۔ وہ آ گئی۔ وہ پہنچ گئی۔ وہ سر اٹھایا........... وہ ہمیں دیکھ رہی ہے۔ وہ جلد جلد قدم بڑھا کر ہماری طرف آ رہی ہے۔ وہ ادھر دیکھ کر مسکرا رہی ہے۔

مارکو۔ تم اسے دیکھ سکتے ہو مگر میں نہیں دیکھ سکتا......... میری آنکھیں اس قدر کمزور ہو گئی ہیں کہ وہ کسی چیز کو بھی نہیں پہچان سکتیں۔ آج پہلی مرتبہ میں اپنے بڑھاپے کو ملامت کرتا ہوں، گو اس نے مجھے کچھ سکھایا ہے۔ مگر اس وقت اسی بڑھاپے نے مجھے سب سے بڑی چیز کے نظارے سے محروم کر رکھا ہے...... مگر تم تو اسے دیکھ سکتے ہو۔ بتلاؤ اس کی شکل کیسی لگ رہی ہے...... کیا تم اس کا چہرہ دیکھ سکتے ہو؟......

بورسو۔ وہ فتح مندی کے ساتھ واپس آ رہی ہے...... ایسا لگتا ہے کہ لوگوں کو نور بخش رہی ہے۔

ٹورلو۔ مگر جو آدمی اس کے ساتھ آ رہا ہے وہ کون ہے؟

بورسو۔ میں نہیں جانتا......... میں نے اسے کبھی نہیں دیکھا۔ وہ اپنا چہرہ چھپائے

ہوئے ہے۔

مارکو۔ سنو لوگوں کے نعروں میں کیسا جوش ہے! ان کی آواز سے سارے محل میں ایک کپکپی سی ہے۔ گلدانوں سے سیڑھیوں پر پھول گر رہے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خود فرش کے پتھر اٹھ اٹھ کے ہمیں جوش مسرت میں اڑائے لیے جاتے ہیں..........

وہ پھاٹک کے قریب پہنچ گئے۔ مجمع بٹ گیا......

بورسو۔ ہاں وانا کو راستہ چلنے کے لیے راستہ بٹ گیا ہے، اور بیچ میں اس کے لیے ایک گلی بنا دی ہے، جسے فتح مندی اور محبت کی گلی کہنا چاہیے۔ وہ اس کے راستے میں پھول کی پتیاں اور جواہرات بکھیر رہے ہیں۔ مائیں اس سے اپنے بچوں کو چھوانے کے لیے آگے بڑھ رہی ہیں۔ مرد ان پتھروں کو بوسہ دینے کے لیے جھک رہے ہیں جن پر چل کر آئی ہے۔ چوکنا ہو جاؤ، وہ ہمارے بہت قریب آ گئے ہیں۔ خوشی سے وہ دیوانے ہو رہے ہیں۔ اگر وہ ان زینوں تک پہنچ گئے تو ہمیں اپنے ساتھ بہا لے جائیں گے۔ اچھا ہوا کہ دوسری جانب سے پہرے والے پھاٹک بند کرنے کے لیے لپک رہے ہیں۔ اگر لوگ اندر نہ گھس آئے ہوں گے تو میں پھاٹک بند کر دینے اور لوگوں کو باہر روک دینے کا حکم دیدوں گا....

مارکو۔ جیسے شادمانی سے لوگوں کے دل لبریز ہیں ایسے ہی اس محل کو لبریز ہونے دو۔ انتہائی محبت جیسے ان کے الفاظ ادا کر رہے ہیں۔ اس محبت کو جو چاہے کر دینے دو۔ وہ بہت کچھ جھیل چکے ہیں......... اب نجات پانے پر کوئی امران کی راہ میں مانع نہ ہونا چاہیے۔ آہ میرے غریب مگر بہادر ہم وطنو! میں خوشی کے نشے سے چور ہوں۔ میں بھی تمہارا ہم آواز ہوں۔ وانا میری وانا کیا سیڑھیوں پر میں تمہیں ہی دیکھتا ہوں؟

(وہ وانا سے ملنے آگے دوڑتا ہے مگر بورسو اور ٹورلو اسے روک لیتے ہیں)

آؤ وانا آؤ۔ یہ لوگ مجھے روک رہے ہیں۔ اس زبردست خوشی نے انھیں سہما دیا ہے۔

ادوانا او، تم نوجوانی سے زیادہ خوبصورت لکیرسیں سے زیادہ پاک ہو۔ آؤ یہاں آؤ جہاں پھول ہی پھول ہیں۔

(سنگ مرمر کے گلدانوں کی طرف لپکتا ہے اور ہاتھ بھر بھر کے پھول اٹھاتا ہے اور سیڑھیوں پر لپکتا ہے)

میرے پاس بھی اس نور مجسم کے استقبال کے لیے پھول ہیں۔ جمال و اقبال کی تاجپوشی کے لیے سوسن، لالہ اور گلاب کے پھول ہیں۔

(شور و غل میں زیادہ دیوانگی پیدا ہو جاتی ہے۔ پرنزوال کے ساتھ وانا زینے کی سب سے آخری سیڑھی پر دکھائی دیتی ہے اور دوڑ کر مارکو کو آغوش میں لیتی ہے مجمع محل کے زینے اور چبوترے پر قبضہ کر لیتا ہے، تاہم جہاں وانا، پرنزوال مارکو، بورسو اور ٹورلو ہیں، وہاں سے ذرا فاصلہ پر رہتا ہے)

وانا۔ میرے ابا جان میں خوش ہوں۔

مارکو۔ (گلے لگا کر) میری بچی! میں بھی تمہیں دوبارہ دیکھ کر بہت خوش ہوں .... ذرا ادھر آؤ، میں اپنی اشکبار آنکھوں سے تمہیں دیکھوں .... اگر تم اس آسمان سے جو تمہاری واپسی پر خوشی کے نعرے لگا رہا ہے نیچے اترتیں تب بھی تمہارے چہرے پر وہ تابانی نہ ہوتی جو میں اس وقت دیکھ رہا ہوں۔ خدا کا شکر ہے کہ خبیث دشمن بھی تمہاری آنکھوں کی روشنی اور تمہارے لبوں کی ایک ذرا سی مسکراہٹ نہ چھین سکا......

وانا۔ ابا جان! میں آپ کو کل حال سناؤں گی ...... مگر گائڈو کہاں ہے ...... تسلی تشفی کی سب سے زیادہ انھیں ضرورت ہے، اس لیے اول انھیں ہی سننا چاہیے ورنہ حقیقت ان پر کیسے کھلے گی۔

مارکو۔ انا وانا! وہ وہاں ہے۔ آؤ مجھ سے اس نے کنارہ کشی اختیار کرلی ہے اور شاید ایسا
صحیح کیا ہے۔ تمہیں اور تمہاری خوش انجام خطا کو اس نے معاف کردیا ہے۔ میری تمنا ہے کہ
وہ تمہیں اپنی آغوش میں چھپالے اور اپنی آخری نظروں میں تمہاری محبت کا نظارہ دیکھ سکوں ......

(گانڈو وانا کی طرف قدم بڑھاتا ہے۔ وہ کچھ کہنا اور اس کی آغوش میں جانا چاہتی ہے۔
گانڈو اکھڑپن سے اسے روکتا اور پیچھے ہٹا دیتا ہے اور جو اس کے گرد ہیں ان سے
مخاطب ہوتا ہے)

گانڈو۔ (کرخت اور تحکمانہ آواز میں) جاؤ سب کے سب۔

وانا۔ نہیں نہیں ابھی انھیں رکنے دو۔ گانڈو مجھے تم کو کچھ بتلانا ہے۔ بلکہ سب ہی لوگوں کو
بتلانا ہے ...... گانڈو سنو!

گانڈو۔ (اسے روک کر، دھکا دے کر اور بڑھتے ہوئے اپنی آواز بلند کرکے) میرے پاس ہرگز نہ آؤ۔
مجھے مت چھوؤ۔ مجھے مت چھوؤ!

(وہ مجمعے کی طرف بڑھتا ہے جو دیوان عام میں داخل ہوچکا ہے مگر اب پیچھے ہٹتا ہے)

کیا تم نے سنا نہیں۔ میں نے تمہیں جانے کا حکم دیا تھا! ...... جاؤ ہمارا پیچھا چھوڑو۔ تم
اپنے اپنے گھروں کے مالک ہو، مگر یہاں میری حکومت چلتی ہے۔ بورسو اور ٹورلونسٹریوں
کو بلاؤ۔ اچھا اب میں سمجھا۔ شکم سیر ہونے کے بعد اب آنکھوں کے لیے سامان طرب چاہتے
ہو۔ یہ نہیں ہوسکتا۔ تم گوشت اور شراب لے چکے۔ میں نے تم سب کی طرف سے قیمت چکادی
ہے۔ کیا یہ کافی نہیں ہے۔ میں پھر کہتا ہوں، جاؤ۔

(مجمع خاموشی سے حرکت کرتا ہے اور آہستہ آہستہ منتشر ہو جاتا ہے)

کوئی بھی جانے میں تاخیر کرنے کی جرات نہ کرے۔

(اپنے باپ کا بازو جھنجھوڑ کر)

تم بھی تم سب سے پہلے، اوروں سے زیادہ تیزی سے۔ کیونکہ قصوروار تو تم ہی ہو۔ تم میرے آنسو نہیں دیکھنے پاؤ گے۔ میں تنہائی چاہتا ہوں۔ اب جو کچھ بھی مجھے سننا ہے اس کے سننے کے لیے مجھے قبر سے زیادہ تنہائی چاہیئے۔

(پرنزوال کو دیکھ کر جو اپنی جگہ سے نہیں ہلا)

اور تم۔ تم جو وہاں نقاب پوش بت کی طرح کھڑے ہو تم کون ہو .... تم موت ہو یا مجسم پشیمانی۔ کیا ابھی تک تم نہیں سمجھے کہ میں تمھیں چلے جانے کا حکم دے چکا ہوں۔

(ایک پہرے دار کا تیز نیزہ چھین کر)

کیا تمہیں ہٹانے کے لیے میں اس تیز نیزے سے کام لوں۔ تم اپنی تلوار پر ہاتھ رکھتے ہو ...... میرے پاس بھی تلوار ہے، مگر میں نے اسے اور کاموں کے لیے مخصوص کر دیا ہے۔ وہ ایک آدمی اور محض ایک ہی آدمی کے خلاف استعمال ہو گی۔ پھر چہرے پر نقاب کیوں ڈال رکھی ہے؟ میں اس وقت سوانگ نہیں دیکھنا چاہتا .... تم کوئی جواب نہیں دے رہے ہو۔ میں پوچھتا ہوں تم کون ہو؟

(پرنزوال کے قریب آتا اور اس کی پٹیاں کھولنا چاہتا ہے۔ دانا درمیان میں آجاتی ہے اور اسے روک دیتی ہے)

دانا۔ اسے ہرگز نہ چھونا۔

گانڈو۔ (حیرت سے) دانا کیا دانا۔ دفعتہً تم میں یہ طاقت کہاں سے آگئی؟

دانا۔ اسی نے مجھے بچایا ....

گانڈو۔ کیا کہا تم نے، اسی نے تمہیں بچایا ہے۔ بچایا تو، مگر کس قدر دیر سے، واقعی کیا شریفانہ عمل کیا ہے!

دانا۔ (بے قرار ہو کر) مگر مجھے بتلانے دو۔ گانڈو میری سنو تو سہی۔ ایک لفظ صرف ایک لفظ

سنو۔ اس نے مجھے بچایا ہے۔ وہ باز رہا۔ اس نے میری آبرو کا پاس کیا۔ وہ میرے ساتھ اور میری پناہ میں آیا ہے۔ میں اپنی اور تمہاری دونوں کی طرف سے اسے پناہ دینے کا عہد کر چکی ہوں۔ تم اس وقت غصے میں ہو، مگر میری بات تو سنو۔ سنو ذرا سنو!

گائڈو۔ یہ کون ہے؟

وانا۔ یہ پرنزوال۔

گائڈو۔ کون؟ کیا، یہ وہ شخص۔ یہ وہی پرنزوال ہے؟

وانا۔ ہاں ہاں وہ تمہارا احسان ہے۔ تم پر بھروسا کر کے اس نے خود کو تمہارے حوالے کر دیا ہے۔

گائڈو! اس نے مجھے بچایا ہے۔

گائڈو۔ (ایک لمحے کے سکتے کے بعد خوشی سے پھولنے لگتا ہے۔ اس قدر جوش سے بات کرتا ہے کہ وانا کے لیے اسے روکنا غیر ممکن ہو جاتا ہے) میری وانا یہ کرامت۔ یہ تو میری روح کے لیے وہ شبنم ہے جو فردوس بریں سے بطور سوغات آتی ہے .... آہ وانا میری وانا، ہاں تم نے ٹھیک کیا۔ جب یہ کام کرنا ہی تھا تو اسے یوں ہی کرنا چاہیے تھا۔ آہ میں اب تمہاری چال سمجھا۔ ہاں ہاں میں سب سمجھا، مگر میں نہیں جانتا تھا جو کچھ تم نے کیا میرے وہم و گمان سے باہر تھا۔ تمہاری جگہ کچھ عورتیں تو اسے جان سے مار ڈالتیں۔ جیسے جوڈت نے ہولوفرنس کو مار ڈالا تھا، مگر اس کا جرم ہولوفرنس کے جرم سے زیادہ سنگین ہے، اور اس کا انتقام بھی زیادہ سنگین ہونا چاہیے۔ اس لیے تم اسے یہاں لائی ہو۔ اس لیے تم اسے ان کشتگان ستم کے درمیان لائی ہو تاکہ وہ اپنے ہاتھ سے اسے سولی پر ٹانگیں۔ آہ کیسی عالی شان کامیابی ہے۔ وہ کیسی نیاز مندی اور پیار کے ساتھ تمہارے پیچھے چلا آیا اور اسے گمان بھی نہیں ہوا کہ جو بوسے تم نے اسے دیے تھے وہ نفرت کے بوسے تھے۔ یہاں آ کر کیسا پھندے میں پھنس گیا۔ ہاں تم نے بجا کیا

اسے اس کے خیمے میں تنہا مار ڈالنا اس خوفناک جرم کے لیے کافی سزا نہ ہوتی جو اس سے سرزد ہوا تھا .... چونکہ اس کی موت ہمارے سامنے واقع نہ ہوتی اس لیے شک و شبہے کی گنجائش رہ جاتی .... اس کی نفرت انگیز شرط سب جانتے تھے اس لیے بھی یہ ضروری تھا کہ ایسی خباثت کی جو سزا دی جائے وہ سب کو معلوم ہو۔ مگر تمہیں اس میں کامیابی کیسے ہوئی۔ ان کامیابیوں میں جو عورتوں نے حاصل کی ہیں سب سے ممتاز تمہاری کامیابی ہے .... اچھا تو تمہیں خود روداد سب کو سناؤ۔

(وہ صحن سے دوڑ کر چبوترے پر جاتا ہے اور جتنے زور سے چیخ سکتا ہے چیختا ہے)

پرنزوال پرنزوال۔ دشمن یہاں پر موجود ہے۔ ہمارے ہاتھ میں ہے۔

دانا۔ (اسے لپٹ کر آگے بڑھنے سے روکتے ہوئے) نہیں نہیں، سنو۔ میری التجا سنو۔ گائڈو، گائڈو تمہیں غلط فہمی ہوئی۔

گائڈو۔ (جھٹکا دے کر اپنے آپ کو چھڑا کر اور بھی زیادہ زور سے) مجھے آگے بڑھنے دو۔ ذرا سی دیر میں دیکھنا ان میں سے ہر اک کو اصلیت معلوم ہونا چاہیے۔ (مجمع سے چیخ کر) سب لوگ واپس آؤ۔ تم واپس آسکتے ہو۔ ضرور واپس آنا چاہیے .... اور آپ بھی میرے والد بزرگوار۔ آپ کھمبوں کے پیچھے اس طرح چھپے ہوئے ہیں جیسے کسی دیوتا کے دفعتہً نمودار ہونے کے منتظر ہیں۔ جو آنے کے ساتھ ہی آپ کے لگائے ہوئے زخم کا علاج کرے۔ اور میری کھوئی خوشی پھر واپس دے دے۔ واپس آئیے۔ یہ خوشی اور شادمانی کا موقع ہے۔ خوشی اسے کہتے ہیں۔ یہ تو بالکل معجزہ ہو گیا۔ میں چاہتا ہوں کہ جو کچھ ہوا ہے وہ پتھروں تک کو معلوم ہو جائے۔ اب مجھے کونوں میں اپنا منہ چھپانے کی کوئی ضرورت نہیں رہی۔ وہ دور ختم ہوا۔ اب تو میں پاک بازوں سے

بھی زیادہ پاک باز، اور ایسے دولت مندوں سے کہ جنھیں کبھی کوئی خسارہ نہیں ہوا، زیادہ دولت مند ہو کر پھروں گا۔ ہاں اب تم میری دانا کی مدح میں نعرے لگا سکتے ہو۔ میں بھی تمہارے ساتھ اس کے نعرے لگاؤں گا، اور تم سب سے زیادہ زور سے لگاؤ گے۔

(لوگ چبوترے کی طرف بڑھتے ہیں۔ گانڈو انھیں دیوان عام میں لے آتا ہے)

گانڈو۔ اب تم ایک تماشا دیکھو گے۔ آخر تو انصاف کوئی چیز ہے۔ میں تو ہمیشہ اس بات کو جانتا تھا، مگر یہ خیال نہ تھا کہ انصاف اس قدر زود عمل ہو سکتا ہے...... میں سمجھتا تھا کہ اس کے نتائج کے ظہور میں برسوں لگ جائیں گے۔ اور مجھے شہروں، جنگلوں، پہاڑوں میں اپنے دشمن کی تلاش میں مارا مارا پھرنا پڑے گا۔ مگر دیکھو دفعتہً وہ میرے اپنے کمرے میں انھیں زینوں پر موجود ہو جاتا ہے۔ کیا ہی عجیب معجزہ ہے .... مگر ابھی ہمیں پورا ماجرا سننا ہے......... یہ معجزہ نمائی دانا کا کام ہے......... اب انصاف ہو کر رہے گا۔ (مارکو سے جسے وہ ہاتھ پکڑ کے متوجہ کرتا ہے) آپ اس آدمی کو دیکھتے ہیں۔

مارکو۔ ہاں۔ وہ کون ہے۔؟

گانڈو۔ آپ نے تو اسے پہلے دیکھا ہے......... آپ اس سے پہلے بات چیت کر چکے ہیں آپ اس کے فرمان بردار قاصد تھے! (پرنزوال مارکو کی جانب اپنا منہ کرتا ہے اور مارکو اسے پہچان لیتا ہے)

مارکو۔ پرنزوال (مجمع میں ایک لہر سی دوڑ جاتی ہے)

گانڈو۔ ہاں ہاں وہی ہے۔ اس میں ذرا بھی شک نہیں۔ قریب آئیے، اس کو دیکھیے، اس کو چھوئیے۔ شاید اب اسے نیا پیغام دینا ہو۔ وہ اب پہلا سا ذی جاہ پرنزوال نہیں ہے۔ وہ کسی رحم کا مستحق نہیں۔ ایک ذلیل اور وحشیانہ چال چل کر اس نے وہ چیز

چھین لی جس کو میں دنیا میں کسی کو نہ دیتا۔ اور اب میرے پاس یہاں آن پہنچا ہے۔ انصاف کی قوت اسے یہاں کھینچ لائی ہے۔ یا یوں کہیے کہ ایسی حکمت عملی کہ جو انصاف سے بھی زیادہ حیرت ناک ہے اسے یہاں کھینچ لائی ہے، تاکہ وہ اپنے کیفر کردار کو پہنچے۔ کیا میں صحیح نہیں کہتا کہ یہ ایک معجزہ ہے۔ نزدیک آیئے، اور نزدیک۔ ڈریئے نہیں، وہ بھاگ نہیں سکتا۔ احتیاطاً دیکھتے رہیے کہ دروازے بند رہیں۔ اب ایسا نہ ہو کہ ایک دوسرا معجزہ اسے ہمارے ہاتھوں سے چھین لے، ہم فی الحال اس کے خلاف کچھ نہ کریں گے، بلکہ اس کی خاطر مدتوں سامان انبساط فراہم کریں گے۔ اے میرے بھائیو! دیکھو یہ وہی ہے جس نے تم کو اس قدر اذیت پہنچائی۔ جو تمھیں تہہ تیغ کرنا چاہتا تھا۔ جس نے تمہاری بیوی بچوں کو غلامی کا طوق پہنا کر بیچ دیا۔ ہاں یہ وہی ہے۔ اب وہ میرے اور تمہارے قبضہ میں ہے۔ ہم سبھی کے قبضے میں ہے۔ یہ سمجھ لو۔ اس نے تم کو تکلیفیں پہنچائی ہیں، مگر میری اذیت کے مقابلے میں تمہاری اذیت کیا ہے۔ بہت جلد یہ تمہارے قبضہ میں ہوگا۔ میری دانا اس کو ہمارے پاس لے آئی ہے، تاکہ ہم انتقام لے کر اپنا کلنک کا ٹیکا مٹا دیں۔

(مجمع سے مخاطب ہو کر)

سب لوگ شاہد رہو۔ تمہارے دل میں رتی بھر شک بھی نہ رہ جائے۔ اس جانبازی کے معجزے کی اہمیت اچھی طرح سمجھ لو.......... اس شخص نے دانا کو مجھ سے چھین لیا تھا میں بے بس تھا، کچھ نہ کر سکا۔ تم لوگوں نے اسے بیچ ڈالا تھا.......... میں کسی کو ملامت نہیں کرنا چاہتا۔ جو ہونا تھا ہو گیا۔ تم لوگوں کو اختیار تھا کہ اپنی زندگی کو مجھ غریب کی خوشی پر ترجیح دو.......... لیکن میری دانا نے عشق کی عمارت کو از سر نو اسی چیز سے بنا کر کھڑا کر دیا جس نے اسے ڈھایا تھا۔ جس چیز کو تم نے مٹایا اس نے پھر سے

پیدا کردیا۔ وانا نے یہ کر کے دکھا دیا۔ وہ لکریس اور جوڈت سے بڑھ گئی۔ لکریس بے چاری کو خود کشی کرنا پڑی تھی، اور جوڈٹ نے ہولوفرنس کو قتل کیا تھا، اگر وانا پرنزوال کو قتل کر دیتی تو یہ ایک نرم سزا ہوتی۔ علاوہ ازیں یہ ایک آسان اور خفیہ کام ہوتا۔ وانا نے بند خیمے میں قتل کرنا پسند نہیں کیا۔ وہ شکار کو زندہ ہمارے پاس لے آئی اور ہمارے سپرد کر دیا۔ اس نے یہ سب کچھ کیسے کیا .... اسی سے سنو وہ تمہیں بتائے گی۔

وانا۔ ہاں میں تمہیں بتلاؤں گی۔ مگر جو تم سمجھتے ہو اس سے بالکل مختلف ہے ....

گائڈو۔ (اسے روک کر اور اس کے گلے میں بانہیں ڈال کر) پہلے میں تمہیں سب کے سامنے پیار کر لوں۔

وانا۔ (زور سے اسے پیچھے دھکا دے کر) نہیں نہیں۔ اگر ابھی تم میری بات نہیں سنو گے تو پھر ہرگز نہیں۔ گائڈو! سنو۔ میں جس عزت و مسرت کا ذکر کرنا چاہتی ہوں وہ اس عزت اور مسرت سے کہیں زیادہ ہے جو تمہیں اس وقت تمہیں اندھا کیے ہوئے ہے۔ میں خوش ہوں کہ وہ سب آگئے۔ شاید یہ لوگ تم سے پہلے مجھے سمجھ سکیں۔ سنو گائڈو! جب تک تمہیں اصل حال معلوم نہ ہو جائے مجھے نہ چھونا ......

گائڈو۔ (اسے روک کر، اور پھر اس سے بغل گیر ہونے کی کوشش کرتے ہوئے) ہاں ہاں میں جانتا ہوں مگر پہلے .....

وانا۔ سنو۔ میں تم سے کہتی ہوں سنو۔ عمر بھر میں میں نے جھوٹ نہیں بولا، مگر آج میں سچ کو انتہا تک پہنچا رہی ہوں۔ وہ سچ بول رہی ہوں کہ جو انسان زندگی میں بولتا ہے۔ اور جس کے حلو میں یا زندگی یا موت ہوتی ہے .... سنو، اور مجھے بغور دیکھو۔ اس طرح دیکھو جیسے اس سے پہلے تم نے مجھے دیکھا ہی نہیں۔ جیسے اس وقت تم مجھے پہلی بار دیکھ رہے ہو، اور پہلی مجھ سے محبت کر رہے ہو، جس کی میں آرزومند ہوں میں اس وقت، جو ہم دونوں نے باہم زندگی بسر کی ہے، اور اس تعلق کے نام سے جو مجھے تم سے ہے، اور تمہیں مجھ سے ہے، کچھ کہنا چاہتی ہوں .... اب تم ایسی بات کے یقین کرنے پر

تیار ہو جاؤ جس کا مشکل ہی سے یقین ہو سکتا ...... میں اس شخص کے بس میں تھی۔ اس کے سپرد کر دی گئی تھی .... وہ میرے نزدیک نہیں آیا۔ اس نے مجھے چھوا تک نہیں۔ میں اس کے گھر سے اس طرح آئی ہوں کہ جیسے بھائی کے گھر سے بہن۔

گائڈو۔ کیسے؟

وانا۔ کیونکہ وہ مجھ سے محبت کرتا ہے۔

گائڈو۔ آہ تو تم کو بس ہمیں یہی بتلانا تھا۔ یہی وہ معجزہ تھا۔ ہاں ہاں، تمہارے پہلے ہی الفاظ سن کر مجھے گمان ہوا تھا کہ کوئی عجیب واقعہ پیش آیا ہے۔ بجلی کی طرح دفعتہً یہ خیال میرے ذہن میں آیا۔ اور پھر اس کی طرف میں نے کوئی توجہ نہ کی .... میں سمجھا تھا کہ مصیبت اور بدحواسی .... مگر اب معاملہ کی تہہ تک پہنچنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ تم کہتی ہو کہ وہ تمہارے پاس تک نہیں آیا۔ اس نے تم کو چھوا بھی نہیں۔

وانا۔ ہاں۔

گائڈو۔ تمہیں ایک بوسہ تک نہیں دیا؟

وانا۔ میں نے اس کی پیشانی پر ایک بوسہ دیا اور اس کی عوض میں اس نے میری پیشانی پر بوسہ دیا۔

گائڈو۔ اور تم مجھے یہ بتلانے کی جرأت کر رہی ہو! وانا وانا۔ کیا آج کی خوفناک رات نے تمہیں دیوانہ بنا دیا ہے؟

وانا۔ جو سچ ہے وہی تم سے بیان کر رہی ہوں۔

گائڈو۔ سچ۔ اللہ اکبر۔ بیشک میں حقیقت اور محض حقیقت ہی چاہتا ہوں۔ مگر حقیقت ایسی ہونی چاہیے جسے انسانی قلب و دماغ قبول کر سکیں۔ کیا؟ ایک آدمی جو اپنے ملک

کے ساتھ غداری کرتا ہے، جو اپنی زندگی تباہ و برباد کرتا ہے، جو ہمیشہ کے لیے تمام دنیا سے دشمنی مول لیتا ہے، کیا وہ یہ سب کچھ صرف پیشانی پر ایک بوسہ دینے کے لیے کر سکتا ہے؟ اور کیا یہ قابل قیاس ہے کہ وہ اس بات کی تصدیق کے لیے یہاں سب کے سامنے آئے گا؛ نہیں نہیں۔ جو ہمیشہ کے لیے تمام دنیا کو اپنا دشمن بناتا ہے وہ صرف ایک بوسے پر قناعت کر سکتا ہے۔ نہیں نہیں، ہمیں انصاف پسندی سے کام لینا چاہیے۔ اور مصیبت اور غم پر یوں طنز سے قہقہہ نہیں لگانا چاہیے۔ اگر وہ صرف اتنا ہی چاہتا تھا تو ہماری پوری قوم پر اس نے ایسی مصیبت کیوں نازل کی، اور مجھے ایسے سخت غم میں کیوں مبتلا کیا۔ مجھے محسوس ہوتا ہے کہ یہ رات دس برس کے برابر ہے۔ یہ کہنا مشکل ہے کہ میں اسے جھیل گیا۔ آہ! اگر وہ اتنا ہی چاہتا تھا تو اس عذاب سے ہمیں بچانا اس کے لیے ممکن تھا۔ ہم اس کا بطور دیوتاؤں کے خیر مقدم کرتے، اور سمجھتے کہ وہ ہماری نجات کا پیغام لے کر آیا ہے۔ تم اپنا سر ہلاتے ہو، اچھا تو اس کا فیصلہ ان لوگوں کے ہاتھ میں چھوڑتا ہوں، یہی انصاف کا جواب دیں گے۔

(مجھ سے مخاطب ہو کر)

تم سن چکے ہیں نہیں جانتا کہ وانا نے یہ سب باتیں کس غرض سے کی ہیں۔ خیر جو کچھ اس نے کہا کہا، اب فیصلہ کرنے والے تم ہو۔ تم شاید اس پر یقین کر دگے، کیونکہ اس نے تمہیں بچایا ہے۔ اگر تم اسے باور کرتے ہو تو بولو۔ جو لوگ اس کی کہی ہوئی باتیں مانتے ہیں آگے بڑھیں۔ بھیڑ سے نکلیں۔ ہاں، وہ آگے بڑھیں اور انسانی عقل کی بے ڈھنگی ثابت کریں ...... آجائیں، وہ سب آجائیں، جو اس پر اعتبار کرتے ہیں۔ مجھے ان سب کے دیکھنے کی تمنا ہے۔ تاکہ میں دیکھوں وہ کس قسم کے انسان ہیں۔

(صرف مارکو پیچھے سے باہر آتا ہے لوگوں کی سرگوشیوں کی ہلکی اور مبہم آوازیں سنائی دیتی ہیں)

مارکو۔ (آگے بڑھ کر) میں اسے باور کرتا ہوں۔

گانڈو - آپ - آپ تو ان دونوں کے شریک جرم ہیں - مگر اور لوگ - باقی لوگ جو اسے باور کرتے ہیں وہ کہاں ہیں .... (دانا سے مخاطب ہو کر) تم نے سن لیا! جن لوگوں کو تم نے بچایا ہے وہ ان قہقہوں کو بمشکل ضبط کیے ہوئے ہیں جن سے یہ دیوان گونج اٹھتا. جو لوگ ہلکی آوازوں میں سرگوشیاں کر رہے تھے وہ آگے بڑھنے کی ہمت نہیں کرتے' اور ہیں۔

دانا - انھیں مجھے باور کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے مگر تم ہاتم جو مجھ سے محبت کرتے تھے!

گانڈو - کیا میں نے تم سے محبت اس لیے کی تھی کہ میں اس جال میں آجاؤں - نہیں ہرگز نہیں۔ اچھا تو میری سنو - غصہ میرا ٹھنڈا ہو چکا ہے - تم سے اطمینان اور سکون کے ساتھ بات کر رہا ہوں - مجھے انتہا سے زیادہ غم سہنا پڑا ہے - میں محسوس کرتا ہوں کہ دفعۃً میں بوڑھا ہو گیا ہوں .... نہیں نہیں میں ناراض نہیں ہوں - غصہ جتنا تھا جاتا رہا کوئی اور چیز اس کی جگہ لے گی - وہ شاید ضعیفی ہو یا دیوانگی - میں ابھی کہہ نہیں سکتا...... اس وقت تو میں صرف اپنے چاروں طرف دیکھ رہا ہوں - اور اپنی رفتہ مسرت کی تلاش میں ہوں - اپنے اندر اس کا سراغ لگانے کی کوشش کر رہا ہوں ..... اب میرے لیے ایک امید باقی رہ گئی ہے، بس ایک ہی - وہ امید اتنی ضعیف اور موہوم ہے کہ اس کا میری گرفت میں آنا مشکل ہے - صرف ایک لفظ اس کا خون کرنے کو کافی ہے - تاہم اس ناامیدی کی حالت میں بھی ایک آخری کوشش میرے لیے لازم ہے .... دانا میں نے غلطی کی جو اصل حالت جاننے سے پہلے مجمع کو بلا لیا - مجھے یہ سمجھنا چاہیے تھا کہ جو روح فرسا عمل اس شیطان نے کیا ہو گا اس کو سب کے سامنے کھلم کھلا بیان کرنے میں تمھیں ذلت محسوس ہو گی - ہاں مجھے اس وقت تک انتظار کرنا چاہیے تھا جب ہم خلوت میں ہوتے - تب تم حقیقت بھیانک حقیقت کو ظاہر کر دیتیں - میں حقیقت جانتا ہوں، اور باقی لوگوں پر بھی وہ روشن

ہے۔ پھر اس پر پردہ ڈالنے سے کیا حاصل؟ .... اب ایسا کرنے کے لیے بہت زیادہ دیر ہو چکی ہے۔ اب کوئی علاج نہیں، اور تمہیں بھی اس بات کو سمجھ لینا چاہیے ایسے لمحات میں عقل لاچار ہو جاتی ہے۔

وانا۔ گائڈو! مجھے دیکھو۔ اس وقت جب میں تم سے بات کر رہی ہوں میری تمام وفاداری، تمام طاقت، تمام صداقت میری آنکھوں میں آ گئی ہے۔ سچ کہتی ہوں اور سچ کو سچ مانو.... اس نے مجھے چھوا تک نہیں!

گائڈو۔ خوب۔ بہت خوب۔ اب میں سب جان گیا۔ اب میرے پاس کچھ باقی نہیں رہا۔ ہاں یہ حقیقت ہے۔ حقیقت نہیں عشق ہے۔ اب میں سمجھا کہ تمہیں اس کے بچانے کی فکر ہے.. ...... میں نہیں جانتا تھا کہ جس عورت کے ساتھ مجھے عشق تھا وہ اس قدر جلدی بدل سکیگی مگر اس طرح اسے بچانا ممکن نہیں۔

(اپنی آواز بلند کر کے)

تم سب سنو۔ آخری مرتبہ میں قسم کھاتا ہوں۔ اب میرے لیے ضبط سے کام لینا انسانی طاقت سے باہر ہے...... میں بے قابو ہوا جا رہا ہوں۔ پیشتر اس کے کہ میری طاقت جواب دے، میں ایک آخری کوشش کرتا ہوں۔ میرے ہوش و حواس جانے میں ایک لمحہ رہ گیا ہے۔ اس کو میں ہاتھ سے نہیں جانے دوں گا۔ .... کیا تم سب مجھے سن سکتے ہو، یا میری آواز بہت زیادہ کمزور پڑ گئی ہے؟ نزدیک آؤ۔ تم اس عورت اور اس مرد کو دیکھتے ہو، وہ ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ اچھا تو اب میری سنو، میں اپنے لفظوں کو ایسے تول کر بات کر رہا ہوں جیسے کسی مرنے والے کو کوئی تول تول کر دوا دیتا ہے........ یہ دونوں میرے پاس سے میری رضامندی سے، آزاد، بے خطرہ بے ضرر، بغیر کسی چھیڑ چھاڑ کے یہاں سے جا سکتے ہیں۔ جو کچھ وہ یہاں سے لے جانا چاہیں

اسے لے جاسکتے ہیں۔ تم دونوں طرف کو پیچھے ہٹ کر، ان کے لیے راستہ کھول دو۔ اگر تمہارا جی چاہتا ہے تو تم ان کے راستے میں پھول بچھا دو۔ جہاں بھی ان کی محبت لے جائے وہ جاسکتے ہیں۔ میں اس کے عوض صرف اتنا چاہتا ہوں کہ سب سے پہلے یہ عورت مجھ سے حقیقت بیان کر دے۔ وہ حقیقت جس کے علاوہ کوئی ممکن ہی نہیں۔ اگر میں اس کی کسی چیز سے اب بھی محبت کر سکتا ہوں تو بس یہی ایک چیز ہے.......... جو کچھ میں اسے دوں گا اس کے بدلے میں اس حقیقت کو مجھے بتانا اس پر واجب ہے......... دانا! تم سمجھیں؟ تمہیں بس ایک لفظ کہنا ہے.......... یہاں جتنے بھی ہیں سب گواہ ہیں۔

دانا۔ میں نے تم کو سچ بتلا دیا.......... اس نے مجھے نہیں چھوا۔

گائڈو۔ اچھا ہوا یہ کہہ کر تم نے اس کی موت کا حکم سنا دیا۔ اب کوئی گنجائش باقی نہیں رہی۔

(وہ سنتریوں کو بلاتا ہے اور پرنزوال کی طرف اشارہ کرتا ہے)

اس آدمی کی جان کا مختار میں ہوں۔ اسے لے جاؤ اور باندھ دو۔ اس ہال کے نیچے جو سب سے نیچے والا تہہ خانہ ہے اس میں اسے ڈال دو۔ میں تمہارے ساتھ چلوں گا۔

(دانا سے)

تم اسے پھر کبھی نہیں دیکھو گی۔ مگر لوٹنے پر میں تمہیں بتلا دوں گا کہ اس کے آخری الفاظ کیا تھے۔

دانا۔ (اپنے آپ کو ان پہرے والوں کے بیچ میں ڈال کر کہ جو پرنزوال کو پکڑ رہے ہیں اور لے جانا چاہتے ہیں) نہیں نہیں میں نے جھوٹ بولا۔

(گائڈو سے)

ہاں جو کچھ تم کہتے ہو سچ ہے۔

(پہرے والوں کو دھکا دے کر)

جاؤ، جو میری چیز ہے اسے تم نہیں لے جا سکتے۔ وہ میرا ہے۔ اس کی مالک میں ہوں، تم نہیں ہو۔ وہ تنہا میرا ہے۔ یہ میرا کام ہے کہ اس بزدل کو سزا دوں جس نے حب میں بے بس اور لاچار تھی . . . . . .

پرنزوال۔ (اتنی زور سے کہ دانا کی آواز سنائی نہ پڑے) یہ جھوٹ بولتی ہے یہ جھوٹ بولتی ہے۔ وہ مجھے بچانے کے لیے جھوٹ بولتی ہے۔ مجھے جتنی جسمانی اذیت دینا چاہتے ہو دو۔

دانا۔ خاموش!

(مجمعے کی طرف مخاطب ہو کر)

یہ ڈرا ہوا ہے۔

(پرنزوال کی طرف بڑھتی ہے۔ گویا اس کے ہاتھ باندھنا چاہتی ہو)

مجھے رسیاں، زنجیریں اور ہتھ کڑیاں دو۔ اب تو میں زہر اگل چکی۔ اب میں ہی اس کی مشکیں کسوں گی۔ میں ہی تو وہ ہوں جو اسے یہاں لائی تھی۔

(پرنزوال کے ہاتھ باندھتے ہوئے اس کے کانوں میں آہستہ سے)

چپ رہو۔ وہ (گانڈو) تو ہمارے لیے فرشتۂ رحمت ثابت ہوا۔ کچھ نہ بولو، اس نے ہمارے دلوں کو ہلا دیا۔ میں تمہاری ہوں، گاے نیلو۔ میں تم سے محبت کرتی ہوں۔ میرے گاے نیلو میں تمہیں چاہتی ہوں، میں تمہیں یہ زنجیریں پہنا رہی ہوں۔ مگر میں تمہاری حفاظت کروں گی اور میں تمہیں رہا کروں گی۔ ہم دونوں ساتھ بھاگ نکلیں گے۔ (چلا کر، گویا پرزوال کو خموش کرنا چاہ رہی ہے) خاموش۔ خاموش۔

(مجمع سے مخاطب ہو کر)

وہ رحم کا ملتجی ہے۔

(اس کے چہرے کو کھول کر)

اس کے چہرے کو دیکھو ۔ میرا خنجر تھا ہاں میرا خنجر جس نے یہ زخم لگایا ۔ اسے دیکھو اس بزدل اور حیوان کو ۔

(یہ دیکھ کر کہ پہرے والے اس طرح جنبش کر رہے ہیں جیسے پرنزوال کو لے جانا چاہتے ہیں)

نہیں نہیں اس کو مجھ پر چھوڑ دو ، اسے میں بھینٹ چڑھا دوں گی ۔ وہ میرا شکار ہے ۔ میرا زر خرید ہے وہ میرا ہے ۔

گائڈو ۔ وہ یہاں کیوں آیا ؟

وانا ۔ (کچھ تامل سے اور اپنے الفاظ کو تول کر) میں نے جھوٹ کیوں بولا ....

یہ میں خود بھی مشکل سے جانتی ہوں ۔ شاید بتانا نہیں چاہتی ...... آہ مگر اب تمہیں بتلانا ضروری ہو گیا ہے ۔ بعض اوقات آدمی کو نہیں معلوم ہوتا کہ وہ کیا کرنا چاہتا ہے اور وہ اندھوں کی طرح اندھیرے میں ٹٹولتا پھرتا ہے ۔ ہاں اب میں تمہیں بتاتی ہوں ۔ اب میں نے شرم کی نقاب اتار پھینکی ہے ۔ اب تم اصلیت جان جاؤ گے ۔ جان لو گے ۔ تمہاری محبت اور تمہاری مایوسی کے خیال سے میں سہمی ہوئی تھی ...... مگر اب میں تمہیں سب بتلا دوں گی ۔

(ایک زیادہ پرسکون آواز سے اور زیادہ اعتماد سے)

نہیں نہیں ، جیسا تم سمجھے وہ میرا خیال نہیں تھا ۔ میں یہاں اسے اس لیے نہیں لائی تھی کہ تمہارا اور میرا ہم دونوں کا انتقام مجمع عام کے سامنے لیا جائے ۔ شاید میرا خیال تمہارے خیال سے کم شریفانہ تھا ۔ مگر اس کی تہہ میں تمہاری محبت تھی ۔ میں بیتابانہ یہ چاہتی تھی کہ اسے بے رحمی کے ساتھ جان سے مارا جائے ۔ مگر ساتھ ساتھ مجھے یہ بھی تردد تھا کہ اس خوفناک رات کی خوفناک یاد آخری دم تک تمہیں ستاتی نہ رہے .... میرا ارادہ تھا کہ اس طرح اس سے انتقام لیا جائے کہ کسی کو خبر نہ ہو اور رفتہ رفتہ وہ سسک سسک کا

کردہ مارا جائے .... تم سمجھے میرا منشا یہ تھا کہ اس کا قطرہ قطرہ خون ٹپکایا جائے جو اس کے جرم کو دھو ڈالے۔ اور وہ آہستہ آہستہ رک رک کے دم توڑے .... تمہیں کبھی بھیانک اصلیت کا علم نہ ہوتا، اور اس منحوس واقعے کا بھوت تمہارے اور میرے درمیان حائل نہ ہو سکتا .... میں تسلیم کرتی ہوں کہ مجھے خوف تھا کہ اس کی یاد سے تمہاری محبت میں کمی نہ آجائے .... میں جانتی ہوں کہ یہ میری نادانی تھی۔ میرا یہ سمجھنا کہ تم غلط بیانی کو باور کر دگے دیوانگی تھی مگر اب تم سب کچھ جان لوگے ....

(مجمعے سے مخاطب ہو کر)

میری سنو اور میرے معاملہ میں انصاف سے فیصلہ کرو۔ یہ میں نے جو کچھ پہلے کہا تھا وہ گانڈو اور اپنی آپس کی محبت کے خیال سے کہا تھا .... اب میں تمہیں سب حال سناتی ہوں .... میں نے اس آدمی کو مار ڈالنے کی کوشش کی تھی۔ تم دیکھ رہے ہو کہ میں نے اسے زخمی کیا۔ مگر اس نے میرا ہتھیار چھین لیا۔ تب مجھے زیادہ شدید انتقام لینے کی سوجھی۔ میں نے اپنے طلسم تبسم سے کام لیا اور اس احمق نے میرے تبسم پر اعتماد کیا۔ اس طرح وہ اپنی قبر میں آپہنچا ہے۔ اس قبر کو میں پاٹوں گی۔ میں نے اسے بوسہ دیا اور اس نے میرے بوسے کا فریب کھایا۔ اور وہ ایک بھیڑ کے بچے کی طرح میرے پیچھے پیچھے چلا آیا۔ اب وہ میرے ہاتھ میں ہے اور میرے ہاتھ ہی اس کا گلا گھونٹیں گے۔

گانڈو۔ (نزدیک آکر) دانا۔؟

دانا۔ مجھے اچھی طرح دیکھو۔ یہ شخص ایسا پاگل ہے کہ میرے کہتے ہی کہ برنزوال مجھے تم سے محبت ہے اس نے میرے اوپر اعتماد کر لیا۔ اس کی ایسی حالت ہو گئی کہ اگر میں اسے بیچ جہنم میں لے جاتی تو بھی وہاں میرے پیچھے پیچھے چلا جاتا۔ اب وہ میرا بندہ ہے میرا قیدی

ہے۔ خدا کے سامنے بھی اور دنیا کے سامنے بھی۔ میں نے اسے جیتا بلکہ خرید لیا ہے۔

(وہ گرنے لگتی ہے اور ایک کھمبے کا سہارا لیتی ہے)

دیکھنا میں گری جاتی ہوں۔ جو انتقام میں لینے والی ہوں اس کے خیال سے میں پھولی نہیں سمارہی ہوں۔

(مارکو سے)

جب تک کہ مجھ میں زیادہ طاقت نہ آجائے میں اسے آپ کے سپرد کرتی ہوں، آپ اسے اپنی حفاظت میں رکھیے۔ آپ اس کے لیے ایک قید خانہ تجویز کیجیے۔ جو نہایت محفوظ کال کوٹھری ہو اور جس میں کوئی نہ جانے پائے اور اس کی کنجی مجھے دیدیجیے۔ کنجی مجھے ملنی چاہیے میں فوراً کنجی چاہتی ہوں۔ اسے کوئی نہ چھوئے اس کے قریب کوئی نہ جائے وہ تنہا میری ملکیت ہے۔ وہ میرا ہے۔ میں ہی اسے سزا دوں گی......... گائڈو! وہ میری ملکیت ہے۔

(مارکو کی طرف بڑھ کر)

ابا جان وہ میرا ہے۔ آپ اس کے جواب دہ ہوں گے۔

(مارکو کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھتی ہے)

آپ سمجھے کہ آپ اس کے محافظ ہیں۔ آپ اس کے لیے ذمہ دار ہیں۔ کوئی آدمی اس کے پاس نہ جانے پائے، اور جب میں جاؤں تو جس حالت میں میں آپکے حوالے کر رہی ہوں اسی حالت میں ملے۔

(پرنزوال کو لے جاتے ہیں)

خدا حافظ میرے پرنزوال۔

(گائڈو ان سپاہیوں کے بیچ میں ہے کہ جو پرنزوال کو بے رحمی کے ساتھ کھینچ کر لے جا رہے ہیں۔ جیسے ہی وانا چیخ مار کر گرنے لگتی ہے مارکو اسے اپنی

گود میں لے لیتا ہے)

مارکو۔ (دانا سے، جو اس کی آغوش میں ہے جھک کر تیزی کے ساتھ) ہاں دانا میں سمجھ گیا۔ میں دروغ کی مصلحت سمجھ گیا۔ تم نے غیر ممکن کو ممکن بنا کر دکھا دیا .... جیسے کہ انسان کے ہر فعل کا خاصہ ہوتا ہے، تمہارے اس فعل میں بھی انصاف و ناانصافی دونوں کے جزو موجود تھے۔ تاہم زندگی جو کچھ کراتی ہے وہی صحیح ہوتا ہے۔ دانا خود کو سنبھالو، ابھی تو تمہیں پھر جھوٹ بولنا ہے، کیونکہ وہ تمہارا اباور کرنا منظور نہیں کرتا۔

(گائڈو کو پکار کر)

گائڈو وہ تمہیں بلاتی ہے۔ گائڈو وہ ہوش میں آتی جا رہی ہے۔

گائڈو۔ (دوڑ کر اور اسے اپنی آغوش میں لے کر) میری دانا! دیکھو وہ مسکرائی۔ دانا مجھے بتلاؤ۔ اس میں مجھے کبھی شک نہ تھا، جو ہونا تھا ہو چکا، یہ سب کچھ اس سخت انتقام سے جو ہم لینے والے ہیں فراموش ہو جائے گا۔ یہ ایک دیوانہ پن کا خواب تھا۔

دانا۔ (اپنی آنکھیں کھول کر اور ایک کمزور آواز میں) وہ کہاں ہے۔ ہاں ہاں میں جانتی ہوں مجھے یاد ہے مجھے کنجی دو۔ اس کے قید خانے کی کنجی۔ میرے سوا اور کوئی ....

گائڈو۔ جیسے ہی پہرے والے واپس آئیں گے وہ تمہیں کنجی دیدیں گے اور ہر طرح سے تمہارا منشا پورا ہو جائے گا۔

دانا۔ کنجی تنہا میرے پاس رہے گی، تاکہ مجھے پورا اطمینان ہو جائے کہ کوئی دوسرا ...... ہاں یہ خواب پریشاں تھا۔ ہاں یہ میرا خواب تھا، مگر اب حسین خواب شروع ہو گا۔ حسین خواب شروع ہو گا۔

(پردہ)

